سلسلۂ اشاعت ۱

اضلاع بستی وگونڈہ میں

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ

کے تلامذہ کے دعوتی، اصلاحی وتعلیمی اثرات

www.KitaboSunnat.com

عبدالمنان عبدالحنان سلفی

الناشر

مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی

برانچ آفس : بس اسٹاپ، بڑھنی بازار، سدھارتھ نگر، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اضلاع بستی وگونڈہ میں

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ

کے دعوتی، اصلاحی اور تعلیمی اثرات

مرتب

عبدالمنان عبدالحنان سلفی

ریکٹر جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈانگر
وناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر (یوپی)

مع ضمیمہ

آئینۂ حیات

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ

ازقلم

عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

ناشر

مرکز تاریخ اہل حدیث، ممبئی

©جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

نام کتاب : اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں سید محمد نذیر حسین کے تلامذہ
تالیف : عبدالمنان عبدالحنان سلفی
تقدیم : مولانا شمیم احمد ندوی رحفظہ اللہ
تاثرات : مولانا ابوالعاص وحیدی رحفظہ اللہ
مولانا شہاب الدین مدنی رحفظہ اللہ
ضمیمہ : مولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی رحفظہ اللہ
تعداد اشاعت اول : 1100 (گیارہ سو)
طابع : الہدیٰ پبلیکیشنز، دہلی-6، موبائل:9999054523
سن طباعت : جنوری ۲۰۱۸ء
کمپوزنگ : عتیق الرحمن سراجی
ناشر : مرکز تاریخ اہل حدیث، ممبئی وبڑھنی، سدھارتھ نگر، یوپی
رابطہ نمبر:9869395881

ملنے کے پتے:

۱۔ ندیم بک سینٹر، نزد جامعہ رحمانیہ، سلفی گلی نمبر 3، گاندھی نگر، کاندیولی ممبئی 67
۲۔ مکتبہ دارالسلام، جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈانگر، کپل وستو، نیپال
۳۔ دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث، کرلا، ممبئی
۴۔ دفتر ضلعی جمعیت اہل حدیث، سول لائن، تیتری بازار، سدھارتھ نگر، یوپی
۵۔ الہدیٰ پبلیکیشنز، 409، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی-110006

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی یہ حقیر تاریخی وعلمی کاوش شیخ الکل فی الکل

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ

اوران کے فیض تربیت سے بہرہ ور ہونے والے ان کے قابل قدر تلامذہ کی جانب معنون کر رہا ہوں، جن کی مخلصانہ دعوتی، اصلاحی، تدریسی اور علمی و تصنیفی کاوشوں سے نہ صرف برصغیر بلکہ عرب، ایشیا، افریقہ اور یورپ وغیرہ کے ممالک اسلام خالص سے آشنا ہوئے اور لوگوں میں براہ راست کتاب وسنت سے اخذ و استنباط اوران سے اعتصام کا جذبہ صادق پیدا ہوا۔

اللہ ان سب پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے اور ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنھوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اسے سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض موقعہ کے منتظر ہیں اورانھوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(الاحزاب:۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبرشمار	موضوعات	صفحہ
1	کلمات ناشر (ازقلم: مولانا عبدالحکیم مدنی رحفظہ اللہ)	11
2	مقدمۂ کتاب (ازقلم: مولانا شمیم احمد ندوی رحفظہ اللہ)	14
3	تقریظ وتبریک بعنوان: ’’تحریک اہل حدیث ہند کی روشن تاریخ‘‘ (ازقلم: مولانا ابوالعاص وحیدی رحفظہ اللہ)	27
4	تاثرات (ازقلم: مولانا شہاب الدین مدنی رحفظہ اللہ)	34
5	عرض مرتب (ازقلم: عبدالمنان سلفی روفقہ اللہ)	37
	اضلاع بستی وگونڈہ میں دعوت واصلاح کے اہم عناصر	
6	اس خطہ کے ناگفتہ بہ حالات اور یہاں دعوت واصلاح کا آغاز	45
7	(الف) مولانا سید جعفر علی نقوی	47
8	(ب) مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی	50
9	(ج) مولانا محمد اظہر شاہ بہاری	52
10	(د) میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ	55
	(اُ) میاں صاحب سے براہِ راست کسب فیض کرنے والے اس خطہ کے تلامذہ	
11	مولانا اللہ بخش بسکوہری	60

نمبرشمار	موضوعات	صفحہ
12	مولانا عباداللہ یوسف پوری	62
13	مولانا عبدالرحمن ڈوکمی	65
14	مولانا نوراللہ (پرابھوج)	69
15	مولانا محمد حسین (ترکلہا، نیپال)	71
16	مولانا عبدالستار بسکوہری	72
17	مولانا فہیم اللہ خاں (پیکولیا مسلم)	72
18	مولانا احمد علی (اوبری ڈیہہ)	76
19	مولانا حافظ لعل محمد بانسوی	76
20	مولانا عظیم اللہ نیپالی (مہرڑ، نیپال)	77
	(ب) میاں صاحب کے بیرونی تلامذہ جنھوں نے اس خطہ کو اپنی تعلیمی ودعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا	
21	علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری	80
22	علامہ عبدالسلام مبارکپوری	87
23	مولانا محمد سلیمان مئوی	88
24	مولانا شاہ عین الحق پھلواروی	90
25	مولانا ابوالحسنات محمد ڈ بکاوی	91

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ
26	مناظر اسلام شیخ الاسلام علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری	93
27	مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی	97
28	مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی	98
29	مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی	99
30	مولانا محمد سعید محدث بنارسی	99
31	مولانا محمد جونا گڈھی	99
32	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی	99
33	مولانا محمد بشیر شسہوانی	99
34	مولانا عبدالتواب علی گڈھی	100
	(ج) میاں صاحب کے بستی وگونڈہ کے تلامذہ کے فیض یافتہ شاگردان	
35	مولانا اللہ بخش بسکوہری کے تلامذہ	101
36	مولانا عباداللہ یوسف پوری کے تلامذہ	102
37	مولانا عبدالرحمن ڈوکمی کے تلامذہ	103
38	مولانا محمد حسین (ترکلہا، نیپال) کے تلامذہ	104
39	مولانا احمد علی (اوبری ڈیہہ) کے تلامذہ	104
40	مولانا نوراللہ (پرا بھوج) کے تلامذہ	104

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ
	(د) میاں صاحب کے بیرونی تلامذہ سے فیض یافتہ اس خطہ کے مقامی علماء	
41	علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری کے تلامذہ	105
42	علامہ عبدالسلام مبارکپوری کے تلامذہ	106
43	مولانا محمد سلیمان مئوی کے تلامذہ	107
44	شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڈھی کے تلامذہ	108
45	مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی کے تلامذہ	110
46	مولانا حفیظ اللہ بندوی کے تلامذہ	110
47	مولانا محمد منیر خاں بنارسی کے تلامذہ	111
48	مولانا محمد سعید محدث بنارسی کے تلامذہ	111
49	مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کے تلامذہ	111
50	مولانا عبدالوہاب صدری کے تلامذہ	112
51	مولانا محمد بشیر سہسوانی کے تلامذہ	112
52	استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری کے تلامذہ	112
53	مولانا عبدالجبار غزنوی کے تلمیذ	113
54	مولانا عبدالوہاب نابینا کے تلمیذ	113
55	مولانا ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے تلمیذ	113

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ
56	مولانا عبدالغفور جیراج پوری کے تلمیذ	113
57	مولانا احمد بن ملا حسام الدین مئوی کے تلمیذ	113
	(ضمیمہ) آئینۂ حیات میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی	
1	نام ونسب	115
2	مولد ومسکن	115
3	خاندانی پس منظر	115
4	تعلیم وتربیت	116
5	بے مثال تدریسی خدمت	117
6	دیگر علمی ودعوتی خدمات اور کارنامے	118
7	تصانیف	119
8	تعداد تلامذہ	120
9	حج بیت اللہ	121
10	خطابات	121
11	اولاد واحفاد	121
12	وفات	122
13	سند اجازۂ حدیث	122

14	مشاہیر تلامذہ اور ان کے اثرات	123
	مصادر ومراجع	**127**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمات ناشر

حامدًا ومصليًا　　أما بعد!

برصغیر ہندو پاک اور عالم عرب وعجم میں بے شمار مصلحین ومجددین پیدا ہوئے' جنھوں نے اپنے علم وعمل اور تقویٰ وطہارت کے گہرے دعوتی واصلاحی اثرات ونقوش چھوڑے ہیں، سلسلۂ تجدید واصلاح کی ان حسین کڑیوں میں ایک خوبصورت کڑی خاندان ولی اللہی کے جانشین شیخ الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی عظیم المرتبت شخصیت ہے، جنھیں اللہ نے اس بابت بھرپور سعادت عطا کی اور عالم اسلام بالخصوص برصغیر کے مختلف علاقوں اور خطوں کے بے شمار تلامذہ کو آپ سے فیض یابی کا شرف حاصل ہوا، اور جو ذرہ یہاں پہونچا وہ آفتاب وماہتاب بن کر اُفق عالم پر نمودار ہوا اور ہر سمت چھاتا چلا گیا، شیخ الکل میاں صاحب کے تلامذہ یوں تو پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے تھے، لیکن بعض خطوں کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ یہاں سے ایک بڑی تعداد نے آپ کی خدمت میں پہونچ کر بھرپور فیض اٹھایا اور پھر میدان عمل میں اتر کر اپنی پوری زندگی اس مشن کی نشر واشاعت میں قربان کردی اور ایسے انمٹ نقوش چھوڑے جن کے سنہرے اثرات آج بھی ہر جگہ محسوس کئے جا رہے ہیں، دہلی، بہار وبنگال، پنجاب وسندھ اور مشرقی ہند کے بے شمار علاقے اس کی واضح مثال ہیں، اور ان کے روشن تذکرے تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں، انھیں خطوں میں سے ایک تاریخی خطہ اضلاع گونڈہ وبستی کا ہے جہاں سے میاں صاحب کی خدمت میں حاضری دینے اور سند یابی کا شرف پانے والوں کی ایک قابل قدر تعداد ہے' جنھوں نے پورے خطے میں اپنے اصلاحی، دعوتی وتدریسی کاوشوں کے گہرے وتابندہ اثرات ونقوش چھوڑے ہیں اور ان کے فیض یافتگان کے تعلیمی ودعوتی

اثرات کا سلسلہ الحمد للہ آج بھی جاری وساری ہے۔

زیر نظر کتاب' اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں صاحب کے تلامذہ اور ان کے فیض یافتہ علماء وصلحاء کی دعوت واصلاح کی سنہری کڑیوں کو جوڑنے اور ان کے تابندہ نقوش کو نمایاں کرنے کے سلسلے میں ایک قابل قدر کاوش ہے، جس کی سعادت ہمارے استاد محترم شیخ عبدالمنان سلفی رحفظہ اللہ (خلف الصدق حضرت مولانا مفتی عبدالحنان فیضیؔ ومولانا محمد زماں رحمانیؔ رحمہما اللہ) کو حاصل ہوئی ہے، موصوف گرامی جماعت کے ایک نامور داعی، کہنہ مشق مدرس، مشفق مربی اور اس خطے کی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے بابصیرت عالم دین اور مستند قلم کار ہیں، جو برسوں سے جماعت کے ایک معروف ومشہور اور تاریخی تعلیمی ادارہ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈا نگر میں مدرس، وکیل الجامعہ اور ماہنامہ ''السراج'' کے مدیر کی ذمہ داریاں انجام دینے کے ساتھ فی الحال ''ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر'' کی نظامت علیا کے بار گراں کو بھی سنبھالے ہوئے ہیں، اللہ آپ کی علمی ودعوتی اور جماعتی خدمات کو قبول فرمائے، صحت وعافیت کے ساتھ مزید خدمات کی توفیق بخشے اور آپ کے علم وعمل سے امت مسلمہ کو بھرپور فائدہ پہونچائے۔ (آمین)

آپ کی یہ عظیم شاہکار علمی کاوش دراصل ایک علمی سیمینار میں پیش کیا گیا مقالہ ہے' جسے افادیت کے پیش نظر کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے، رب العالمین کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے جماعتی تاریخ کی ترتیب واشاعت کے لئے قائم علمی ورفاہی ادارہ **''مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی''** اور اس کی برانچ **بڑھنی بازار**، ضلع سدھارتھ نگر یوپی کو اسے منظر عام پر لانے کی سعادت بخشی ہے، اور یہ شرف یابی اس اعتبار سے دوبالا ہے کہ مرکز کے اس کام کی ابتداء سید الطائفہ میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اور جماعتی تاریخ میں بنیادی اہمیت کے حامل ان کے بعض تلامذہ وفیض یافتگان کے دعوتی، اصلاحی اور تعلیمی اثرات اور ان کے تابندہ نقوش کے ذکر جمیل سے ہو رہی ہے، **فللہ الحمد والمنّة۔**

میں اپنی طرف سے اور ادارہ **مرکز تاریخ اہل حدیث** کے تمام بہی خواہان ووابستگان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے شیخ محترم کا بے حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کا موقع دیا، اور قدم قدم پر علمی تعاون اور سرپرستی فرمائی، اسی کے ساتھ میں ان بزرگان جماعت کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور اپنے علمی مقدمے اور پیغامات وتاثرات سے نوازا، بالخصوص جماعت کے معروف قلم کار شیخ شمیم احمد ندویؔ ناظم جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر، تاریخ اہل حدیث کے رمز شناس مستند عالم دین شیخ ابوالعاص وحیدی اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے امیر محترم شیخ شہاب الدین مدنی حفظہم اللہ کا شکر گذار ہوں، جنھوں نے اس اہم تاریخی خطے کی اہمیت اور اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس پر توجہ فرمائی، رب العالمین ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے اور دنیا وآخرت میں ان کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کا بھرپور بدلہ دے۔ آمین، تقبل یارب العالمین۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ کتاب کے مؤلف ومرتب، طابع وناشر اور اس سلسلے میں کسی بھی قسم کا تعاون پیش کرنے والے تمام جماعتی اخوان کو ان کی محنتوں کا بھرپور بدلہ اور ثواب عنایت فرمائے اور اس کتاب کو اہل علم، طلباء اور تمام متلاشیان حق کے لئے نفع بخش بنائے۔ (آمین)

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا۔

طالب دعا
عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی
مرکز تاریخ اہل حدیث ممبئی
برانچ آفس بڑھنی بازار سدھارتھ نگر، یوپی
۲؍دسمبر ۲۰۱۷ء
9869395881

مقدمۂ کتاب

ہندوستان میں اسلام کی آمد تو قرنِ اول ہی میں شروع ہوگئی تھی اور مسلمانوں کے بابرکت قدم اس دیار کفر وشرک میں پڑنے لگے تھے، جنوبی ہند ساحل مالا بار وکیرل وغیرہ میں تو مسلمان تجار کے ذریعہ اسلام کا ورود مسعود ہوا جنھوں نے اپنے اخلاق وکردار، امانت ودیانت ، راست گوئی وصداقت اور ایفاء عہد جیسی صفات حمیدہ کے ذریعہ اسلام کی نشر واشاعت کا بڑے پیمانہ پر کام کیا، ہندوستان میں ان نو واردوں میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد کا بھی سراغ ملتا ہے جنھوں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس ملک کو نوازا اور ارشاد کا کام کیا، جب کہ شمال مغربی ہندوستان میں فاتحینِ اسلام کے ذریعہ اسلام فاتحانہ شان سے داخل ہوا، پہلے دور اموی میں محمد بن قاسم کے ذریعہ پھر ایک طویل وقفہ کے بعد ترک فاتحین کے ذریعہ اسے عروج واقتدار حاصل ہوا، لیکن چونکہ یہ ترک فاتحین فقہ حنفی پر کاربند تھے اس لئے یہاں انھوں نے اسلام کی اسی شکل کو متعارف کرایا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طویل عرصہ تک اس سرزمین پر تقلید جامد، ترکِ اجتہاد، شرک وبدعات، اوہام وخرافات، مشرکانہ رسوم ورواج اور شخصیت پرستی کی گرم بازاری رہی، پورے دین کو صوفیاء کے احوال وافعال، اور ائمہ کے اقوال اور قیل وقال میں محصور کر دیا گیا تھا، فقہ وفتاوی اور فرضی مسائل کا زور تھا، اور حدیث وعلوم حدیث کا یہاں گذر نہ تھا، فقہ کے چند مسائل کے آگے قرآن وسنت اور عمل بالحدیث کا کوئی تصور نہ تھا، حالت یہ تھی کہ حدیث کی مستند ومتداول کتابوں سے پڑھے لکھے لوگ بھی لاعلم ونابلد تھے، یہاں پہلی بار کتب ستہ بادشاہ اکبر کے عہد میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ سفر حجاز سے واپسی پر لے کر آئے، لیکن ان کی مساعی جمیلہ کے باوجود حدیث کا درس چند مخصوص حلقوں تک محدود رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کی دینی ودعوتی اور علمی حالت اسی طرح ناگفتہ بہ تھی کہ دہلی میں پہلی بار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے باضابطہ طور پر مسند حدیث آراستہ کی اور علوم حدیث کی ترویج واشاعت کی طرف توجہ کی، کتب ستہ کا باقاعدہ درس دیا اور موطا امام مالک کی تدریس پر زور دیا، گرچہ ہندوستان کی تقلیدی فضاؤں میں ان کی آواز بڑی حد تک نامانوس سمجھی گئی، لیکن حدیث فہمی کا ذوق پیدا کرنے اور قرآن وحدیث کو دین کا اصل ماخذ اور سرچشمۂ ہدایت قرار دینے میں ان کی کوششوں کو جزوی کامیابی ملی اور تقلید کے سمندر میں ہلکا سا ارتعاش پیدا ہوا، وہ خود تو تاحیات عمل بالحدیث کے داعی اور اس کے قائل رہے لیکن خوفِ فسادِ خلق سے امام ابوحنیفہ کی تقلید سے اپنا رشتہ کلیۃً منقطع نہ کرسکے، یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث وحنفی دونوں حلقوں میں وہ یکساں مقبول رہے۔

ان کے شاگردوں اور اولاد واحفاد نے شاہ صاحب کے ترویج حدیث اور عمل بالحدیث کے اس گراں قدر مشن کو کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا اور فکر ولی اللّٰہی کو بڑی خوبی سے پروان چڑھایا اور اسے باقاعدہ ایک تحریک کی شکل دی۔ انھیں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ انیسویں صدی کے آغاز تک حدیث کے علوم، کتب ستہ، اور ذخیرۂ احادیث کی دیگر مستند کتابیں نامانوس نہ رہ گئی تھیں، لیکن فقہ وتقلید کی جکڑبندیوں میں لوگ اس طرح گرفتار تھے کہ عمل بالحدیث کا جذبہ برگ وبار نہ لاسکا، کیونکہ ائمہ کے فتاوی واقوال، شخصیت پرستی اور مشائخ سے اندھی عقیدت کا بھوت اس طرح لوگوں کے ذہن ودماغ پر مسلط رہا کہ صحیح احادیث کو بلاتکلف مسترد کردینے یا ان کی دورازکار تاویلات کرنے میں دین کے ان خودساختہ ٹھیکیداروں کو ذرا بھی تامل نہ تھا۔

جامع المنقول والمعقول، شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی ولی اللّٰہی خانوادہ کے تربیت یافتہ، ولی اللّٰہی فکر کے حامل اور اس کے سب سے بڑے داعی ومناد اور سب سے بڑے شارح وترجمان تھے، ان کو شاہ صاحب کے لائق جانشین اور ان کے نواسے شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا،

اگرچہ ان کے معاصرین میں سے بعض مخالفین ومعاندین ان کو اس شرف واعزاز سے بھی محروم کردینا چاہتے ہیں، لیکن انصاف پسند علمائے احناف میں سے بھی مورخین وسوانح نگاروں نے اس کا اعتراف کیا ہے بلکہ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کے اصل علمی وارث اور ان کے فکری جانشین ہونے کو تسلیم کیا ہے کہ جب شاہ صاحب نے سفر حجاز اختیار کیا تو ان کی غیرموجودگی میں میاں صاحب نے ان کی مسند درس کو بڑی خوبی ولیاقت سے سنبھالا۔

انھوں نے تقلید جامد کے اس ماحول اور اس خاموش سمندر میں پہلا پتھر پھینکا، اور اب کی بار صرف ارتعاش نہیں بلکہ تلاطم برپا کردیا، اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے خانوادہ کی طرح' بلکہ کئی معنوں میں ان سے بڑھ کر اپنی تحریر وتقریر اور اپنی تدریس میں تقلید کے بخیے ادھیڑ دیئے اور اس کی جڑوں پر ضرب لگائی۔

تقلید وتعصب کے تیرہ وتاریک ماحول میں پلے بڑھے لوگوں کے لئے علم کے ہر میدان میں میاں صاحب کی پیشوائی وقیادت ناقابل قبول اور ناقابل برداشت تھی، اس لئے میاں صاحب کو اپنے ان مخالفین سے بھی نبردآزما ہونا پڑا، لیکن انھوں نے علم کے اپنے ہتھیاروں اور اللہ کی عطا کردہ ہمت وتوفیق سے مناظرہ کے میدانوں میں بھی تقلید کے علمبرداروں اور حدیث وسنت سے بیزار لوگوں کو متعدد بار شکست وہزیمت سے دوچار کیا، ان کے سامنے کسی کا دعوی علم ثابت نہ ہوسکا اور نہ کسی کا چراغ جل سکا، اگرچہ ان کا اختصاص تو حدیث وعلوم حدیث ہی تھا لیکن حدیث وتفسیر، صرف ونحو، ادب وبلاغت، معانی واعجاز، سیر وتاریخ اور منطق وفلسفہ بلکہ فقہ وفتاوی کسی بھی میدان میں کوئی ان کا ہمسر وثانی نہ تھا۔

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی نے ملک کی راجدھانی دہلی کو اپنے علم کی تابانیاں بکھیرنے کے لئے منتخب کیا اور یہاں کے ایک گوشہ پھاٹک حبش خاں میں مسند درس آراستہ کیا، چونکہ ہندوستان میں متعصب مقلدین کی کوششوں کے نتیجہ میں سب سے زیادہ علم حدیث کی زبوں حالی وپامالی ہورہی تھی اس لئے انھوں نے حدیث کے احترام ومقام اور دین کا بنیادی ماخذ ہونے کی اس کی حیثیت کو اپنے شاگردوں وعوام سے منوانے کے لئے اس کی تحصیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر خاص طور سے توجہ مرکوز کی اور سب خاص وعام کو فیض پہونچایا، انھوں نے اپنے اس مشن کے ذریعہ حدیث فہمی کا ذوق اور عمل بالحدیث کا جذبہ صادق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام شعبوں میں قرآن وسنت کی بالادستی ثابت کی اور اپنے دروس کے ذریعہ متبعین سنت کا ایک قابل قدر حلقہ پیدا کر دیا۔

انھوں نے ائمہ دین کی خدمات کے اعتراف کے ساتھ ساتھ ترکِ تقلید، عمل بالحدیث اور دین میں اجتہاد کی جس دعوت کو عام کیا، اس کے بہتر نتائج ان کی حیات مبارکہ میں ہی ظاہر ہونے لگے تھے، اور جو کچھ کمی وکسر رہ گئی تھی بعد میں ان کے لائق شاگردوں اور جانشینوں نے اس کو پورا کیا اور توحید خالص کی دعوت کو عام کیا۔

ان کے اس درس کا نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا کے دور دراز گوشوں تک شہرہ ہوا اور لوگ پروانوں کی طرح علم کی اس روشن شمع کے گرد منڈلانے لگے اور دنیا کے مختلف حصوں سے طالبان علوم نبوت دہلی کے لئے رخت سفر باندھنے لگے اور ان سے علوم شرعیہ کی تحصیل، اخذ حدیث اور سند اجازہ حاصل کرنے کو اپنے لئے باعث اعزاز سمجھنے لگے۔

انھیں میاں صاحب کے سر اس اعزاز کا سہرا بھی بجا طور پر بندھتا ہے کہ انھوں نے نہ صرف باقاعدہ طور پر عمل بالحدیث کو رواج دیا بلکہ ایسے عاملین حدیث کے لئے ہندوستان میں انھوں نے **''اہل حدیث''** کا باقاعدہ نام دیا، اور یہ نام اس قدر مشہور ہوا کہ برصغیر ہندوپاک اور بنگلہ دیش ونیپال میں لوگ **''اہل حدیث''** کہلانے کو اپنے لئے سعادت وشرف سمجھنے لگے۔

میاں صاحب سے پہلے ہندوستان میں یہ نام کسی نے اپنی پہچان کے لئے اور مقلدین ائمہ فقہ سے امتیاز کے لئے اختیار نہ کیا تھا، انھیں کی کوششوں اور مولانا محمد حسین بٹالوی کے تعاون سے انگریز حکومت کی فائلوں میں نام باضابطہ طور پر درج کیا گیا، ورنہ اس سے پہلے انگریز اور اہل حدیثوں کے مخالفین انھیں وہابی کے نام سے یاد کرتے تھے، اور انگریزی کی ڈکشنری میں ''وہابی'' اور ''باغی'' دو مترادف یا ہم معنی الفاظ تھے۔

اگر چہ عاملین حدیث کا ایک معتبر ومقدس گروہ نبوی پیشین گوئی کے مطابق دنیا کے ہر خطہ میں ہر دور میں موجود رہا ہے، لیکن ہندوستان میں **''اہل حدیث''** کے نام سے ان کو متعارف کرانے کا سہرا مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے سر باندھا جاتا ہے اور انھیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ لوگ ترک تقلید پر شرمانے کے بجائے **''اہل حدیث''** کہلانے پر فخر محسوس کرنے لگے۔ علامہ سید سلیمان ندوی ''حیات شبلی'' کے حاشیہ میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''ہندوستان میں ''اہل حدیث'' نام سے تحریک مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور ان کے شاگردوں کے ذریعہ شروع ہوئی، اس تحریک کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ طبیعتوں کا جمود دور ہوا اور جب ایک بند ٹوٹا تو اجتہاد کے دوسرے دروازے بھی کھلے، مولوی سید نذیر حسین کے شاگردوں میں مولانا محمد ابراہیم آروی خاص حیثیت رکھتے تھے''۔ (حاشیہ حیات شبلی، ص: ۲۵۴)

مولانا سید سلیمان ندوی کی اس تحریر سے بھی صاف طور پر واضح ہے کہ طبیعتوں کا جمود یعنی تقلید جامد پر اصرار کا زور انھیں کی تحریک سے ٹوٹا اور اجتہاد کا دروازہ وا ہوا، یہ ان کا آب زر سے لکھا جانے والا کارنامہ ہے۔

میاں صاحب علیہ الرحمہ کی ذات مختلف علوم وفنون کی جامع ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی حیثیت ایک کامیاب داعی ومبلغ اور معلم اخلاق کی تھی، اور تنہا ان کی مسند درس ایک عظیم الشان درسگاہ کی حیثیت رکھتی تھی اور بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ انھوں نے اپنے دروس وافتاء کے ذریعہ خلق خدا کو جو فائدہ پہونچایا وہ کام بڑی بڑی درسگاہوں سے نہ ہوسکا، ان کی شہرت جغرافیائی حد بندیوں کو توڑتے ہوئے چاردانگ عالم میں پہونچی، تشنگان علوم وسائل سفر کی کمیابی کے اس زمانہ میں دور دراز کا پر مشقت سفر کرکے، روکھی سوکھی کھا کر اور اسباب عیش وتنعم سے محرومی گوارہ کرکے ان کی خدمت میں حاضری دینا اور ان سے کسب فیض کرنا اپنے لئے باعث سعادت اور ان سے سند اجازہ حاصل کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے علم کی معراج سمجھتے تھے۔

اگر چہ یہ بات درست ہے کہ درخت ہمیشہ اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے' تو میاں صاحب کے یہ شاگردانِ باصفا جوان کے فیض یافتہ تھے انھوں نے اپنی بے مثال خوبیوں سے دنیا کو بتادیا کہ جس استاد کے یہ تربیت یافتہ تھے وہ کس پایہ کا شخص رہا ہوگا، اور جس کا پھل اتنا شیریں ہے اس کا درخت کتنا تناور ہوگا۔

ہندوستان کے مختلف خطوں، نیپال و برما سیلون و مالدیپ کے علاوہ ایشیاء وافریقہ کے مختلف ملکوں میں ان کے شاگرداوران کی درسگاہ کے فارغین موجود رہے اوراپنے علمی وجود کا انھوں نے لوہا منوایا، اوردنیا سے جہالت، اندھی تقلید اوراحادیث کی تخفیف سے پیدا ہونے والی تاریکیوں کو دور کیا۔

ایک مشاق وماہر جوہری کی طرح انھوں نے اپنے طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو پہچانا اوران کی خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کیا، کتنے ہی خذف ریزوں کو انھوں نے لعل وگہر میں تبدیل کیا اور کتنے ہی زنگ خوردہ دھاتوں کو انھوں نے سونا بنایا، ان کی مسند درس اوران کی قائم کردہ درسگاہ ایک ایسی فیکٹری تھی جہاں بے جان اشیاء کے بجائے انسان ڈھالے جاتے تھے، اورایک طرف جہاں ان کے تلامذہ ان پرجان نچھاور کرتے تھے وہ بھی اپنے ان علم کے متلاشی طلباء کے لئے اپنا آرام وراحت اوراپنی زندگی کی ساری آسائشیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

ان کے اس اخلاص ودردمندی، ان کے اس ایثار وقربانی اوران کے اس زہد وورع اورطلباء کے ساتھ ان کی عنایت ومہربانی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جس کا نقشہ علامہ عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مقالہ میں اس طرح کھینچا ہے:

''بھوپال میں نواب صدیق حسن خاں کے عروج واقتدار کا دور ہے، وہ توحید خالص، سنتِ صحیحہ اورتفقہ فی الدین کی نشرواشاعت اورعلوم اسلامیہ اورسلف صالح کے علمی ترکہ کے احیاء میں مصروف ہیں، اورانگریزوں کی باریک اور درتہ در سازشوں، اپنوں کی ریشہ

دوانیوں اورغیروں کی مکاریوں سے اللہ کی توفیق ونصرت اوراس کی عطا کردہ مومنانہ فراست وبصیرت کے ذریعہ بچتے ہوئے شریعت اسلامی کی تنفیذ میں لگے ہوئے ہیں، قاضی محمد مچھلی شہری، علامہ محمد بشیر سہسوانی، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری، امام حسین بن محسن انصاری یمانی، اوردوسرے اعیان وائمۂ اسلامِ خالص کی تحقیقی ودعوتی خدمات میں مصروف ہیں، نواب صدیق حسن خاں کی خواہش ہوئی کہ بھوپال میں چیف جسٹس کی ذمہ داریاں عظیم مصلح ومجدد وامام الفقہاء وخاتم المحدثین شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اپنے کندھے پر اٹھائیں، اس وقت جوانیسویں صدی کی آٹھویں دہائی کا دور تھا ایک ہزار (آج جس کی قیت ایک لاکھ روپے سے کسی صورت کم نہ ہوگی) ماہانہ مشاہرہ اوررہائش، سواری، خدم وحشم اوردوسری تمام آسانیوں کی پیش کش ہوئی، لیکن ایثار وقربانی کے اس پتلے نے نواب صاحب کی پیش کش کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے قبول کرنے سے معذرت کرلی اوریہ لکھا:

''میرے بھائی! میں اگر آپ کے خوانِ یغما پر آجاؤں تو دنیا کے گوشہ گوشہ سے آنے والے بے یارومددگار علومِ دین کے تشنہ کام جومیرے ساتھ معمولی چٹائی پر بیٹھ کر خشک روٹی میرے ساتھ کھا کر علوم دین حاصل کرتے ہیں یہ کہاں جائیں گے''، رحمہ اللہ وغفرلہ۔

یہ چند جملے جوانھوں نے چیف جسٹس جیسے باوقار عہدہ کو قبول کرنے سے معذرت کرتے ہوئے لکھے' ان کے ایثار وقربانی اوران کے اخلاص وبے نفسی کو بتانے کے لئے کافی ہیں، ساتھ ہی طالبانِ علوم نبوت کے ساتھ ان کو جس درجہ کا لگاؤ تھا اس کو ثابت کرنے کے لئے بھی واضح ہیں۔

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اپنے وقت کے ایک عظیم مصلح ومجدد اور ایک باکمال داعی ورہبر اورمربی ومدرس تھے، ان کے یوں تو دنیا بھر میں ہزاروں شاگرد موجود رہے ہیں جنھوں نے اصلاح وتجدید کا اپنے اپنے علاقوں میں بے نظیر کام کیا ہے اوراپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلاحیت وافادیت کا لوہا منوایا ہے، لیکن صرف ہندوستان میں ان کے درجنوں تلامذہ وشاگرد ایسے ہیں جو بذات خود ایک درسگاہ اور مکتب فکر کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن میں سے ہر ایک کی حیثیت اپنی جگہ ایک مستقل امام، مصلح ومجدد اور داعی ومجتہد کی تھی، اور ان ناموں کی ایک مختصر سی فہرست مرتب کرنے کے بعد ان پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی ہے کہ ان میں کا ہر ذرہ آفتاب کی حیثیت رکھتا ہے، وہ علمی دنیا کے شمس وقمر اور مطلع فلک کے وہ ماہ ونجوم ہیں جن پر دنیائے اہل حدیث آج بھی ناز کرتی ہے ان میں سے چند نام یہ ہیں:

علامہ ابو محمد ابراہیم آروی، علامہ ابوسعید محمد حسین بٹالوی، علامہ محمد بشیر سہسوانی، امام عبداللہ غزنوی، استاذ الاساتذہ امام حافظ عبداللہ غازی پوری، امام المجاہدین رئیس المناظرین علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی، علامہ شمس الحق محدث عظیم آبادی، شاہ عین الحق پھلواروی، علامہ حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی، مولانا غلام رسول قلعہ میہان سنگھ، مولانا سید احمد حسن 'صاحب احسن التفاسیر، مولانا عبیداللہ صاحب تحفۃ الہند، علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری، امام عبدالجبار غزنوی، حجۃ الاسلام مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی، اور مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی (رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ) کی شخصیات ایسی مایہ ناز ہیں کہ کسی بھی مکتب فکر کے سامنے ہم انھیں یہ کہہ کر فخر کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں کہ ؎

اولئك آبائي فجئني بمثلهم   إذا جمعتنا يا جرير المجامع

میاں صاحب کی شخصیت صرف مردم شناس ہی نہیں تھی بلکہ ان کی مثال اس (مفروضہ) پارس کی سی تھی کہ جس سے مس ہونے کے بعد لوہا یا پتھر بھی سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے، کتنے ہی لوگ ایسے تھے جو ان کے حلقۂ درس میں شامل ہونے سے قبل متعصب حنفی گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے، لیکن ان کے مواعظ حسنہ اور ان کے دروس سے متاثر ہو کر انھوں نے تقلید کو ترک کر دیا اور عامل بالحدیث بنے، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی

اور مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کا تعلق ایسے ہی متعصب حنفی گھرانوں سے تھا، مولانا حافظ عبداللہ غازیپوری اور مولانا حفیظ اللہ بندوی اعظمی جو فرنگی محل کی مشہور معقولی وبدعتی خاندانوں کے پروردہ وتربیت یافتہ تھے، مولانا کفایت اللہ شاہجہاں پوری اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا تعلق تو اہل حدیث دشمن خاندانوں سے تھا، مولانا ثناء اللہ امرتسری تو دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ فیض عام (کان پور) کے فارغین میں سے تھے، اسی طرح مولانا ابو محمد ابراہیم آروی بھی دیوبند کے نامور فارغین میں سے تھے لیکن ان دونوں آخر الذکر شخصیات پر ان نامور اور بڑے اداروں نے وہ اثرات مرتب نہیں کئے جو تنہا میاں صاحب کی ذات اور ان کی چھوٹی سی درسگاہ نے ان کی شخصیت کی تعمیر میں کردار ادا کیا۔

گذشتہ سطور میں میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے بعض عالمی شہرت یافتہ تلامذہ کا ذکر ہوا، ان ناموں پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی اکثریت کا تعلق غیر منقسم ہندوستان کے متحدہ پنجاب ومتحدہ بنگال سے یا پھر ہندوستان کے شمال مشرقی خطوں سے تھا، ان کے ان ہنرمند وباصلاحیت اور مسلکی غیرت وحمیت سے مالا مال شاگردوں نے ان علاقوں کو علم کی روشنی سے معمور کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں عمل بالحدیث کا شعور عام کیا، تقلید جامد کے زور کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی، شرک وبدعات اور مشرکانہ رسوم ورواج کے خلاف جہاد کیا، تعزیہ داری کا خاتمہ کیا، نیز تعزیوں اور ان کے چبوتروں کو توڑا، غیر اسلامی تقالید وعادات اور عجمی تصورات، اور غیر مشروع تصوف کے رنگا رنگ مظاہر کو ختم کرنے کی کوشش کی جس میں ان کو جزوی کامیابی بھی حاصل ہوئی۔

ان کے ان تلامذہ نے خود اپنے شاگردوں کا ایک بڑا حلقہ پیدا کر لیا جنھوں نے اپنے اپنے خطوں کو روشن کیا اور پھر توحید خالص اور اتباع سنت کی دعوت لے کر وہ اٹھے اور مختلف علاقوں کو اپنی دعوتی وتدریسی جہود کا مرکز بنایا، اپنے وطن اصلی کو ترک کر کے ان میں سے بعض نے دوسرے علاقوں کو اپنی سرگرمیوں کا محور بنایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میاں صاحب رحمہ اللہ کے انھیں بلاواسطہ یا بالواسطہ شاگردوں نے جہاں کئی دیگر علاقوں میں دعوت توحید اور عمل بالکتاب والسنۃ کو عام کیا، وہاں حلقہائے درس قائم کئے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے دعوتی خدمات انجام دیں، انھیں کی مخلصانہ مساعی وجہود کا ہمارا خطہ گونڈہ وبستی اور نیپال کا کپل وستو وروپندیہی اور علاقہ لمبنی بھی گواہ بنا اور گوہر توحید سے اس علاقہ نے بھی اپنا دامن بھرلیا۔

مشرقی یوپی کا خطہ اعظم گڈھ وغازیپور وجونپور وبنارس وغیرہ کافی مردم خیز مانا جاتا ہے، اس علاقہ کی خوش قسمتی تھی کہ یہاں سے استفادہ اور کسب فیض کرنے والے تلامذہ بڑی تعداد میں میاں صاحب کی درسگاہ میں پہونچے، نیز بہار سے مکانی قربت کی وجہ سے یہاں کے اہل حدیث علماء سے بھی ان کو خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملا، آج سلفی دینی تعلیمی اداروں کی اس خطہ میں کثرت، علمائے دین کی بڑی تعداد میں موجودگی، احادیث کی مہتم بالشان کتابوں کی شروح اور تدریسی وتعلیمی، دعوتی وتحقیقی اور تصنیف وتالیف کی غیر معمولی خدمات کی وجہ سے یہ خطہ اپنی ایک خاص شناخت رکھتا ہے۔

گونڈہ وبستی مشرقی یوپی کے مذکورہ مردم خیز خطہ سے شمال مغرب میں واقع ہے، ان دونوں اضلاع کی تقسیم در تقسیم ہوتے ہوئے اب یہ ۵/اضلاع، گونڈہ، بستی، سدھارتھ نگر، بلرام پور، اور سنت کبیر نگر بن چکے ہیں، جب کہ اعظم گڈھ سے کٹ کر ضلع مئو بن چکا ہے، نیز اس مذکورہ خطہ کے درمیان واقع گورکھپور دوضلعوں میں تقسیم ہو چکا ہے جس کا دوسرا ضلع مہراج گنج ہے۔

کتاب وسنت کی ترویج واشاعت اور سلفیت کے فروغ میں ہمارا یہ خطہ کسی دیگر اہل حدیث خطہ سے پیچھے نہیں بلکہ کئی معنوں میں فوقیت ہی رکھتا ہے، یہاں کے لوگوں میں سلفی حمیت اور ملی غیرت بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے، یہاں سلفی اداروں کی بہتات بھی ہو چکی ہے اور اس معاملہ میں یہ خطہ اعظم گڈھ وبنارس پر فوقیت رکھتا ہے، یہاں گاؤں گاؤں میں اہل حدیث مکاتب ومدارس کا جال بچھا ہے، یہاں کے اہل حدیثوں کی ملی غیرت ومسلکی حمیت

کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آزادئ ہند اور تقسیم ہند کے نتیجہ میں جماعت کا دل ودماغ ماؤف ہو چکا تھا، اعلیٰ دعوتی تعلیمی اور تنظیمی صلاحیتیں رکھنے والے لوگ مغربی پاکستان کے یا تو باشندے بن چکے تھے یا ہجرت کر گئے تھے، ان دونوں ملکوں کے درمیان تقسیم کی لکیر ہی نہیں نفرت کی خلیج بھی حائل ہو چکی تھی، جماعت کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا، جماعت کا درد رکھنے والے لوگ حیران وپریشان اور حل کی تلاش میں سرگرداں تھے، ایسے میں اسی گونڈہ بستی کے لوگوں نے ہمت کی اور بکھرے ہوئے شیرازہ کو جمع کرنے کی کوشش کی، اور اسی سابق ضلع بستی کے قصبہ اور موجودہ ضلع سدھارتھ نگر کے صدر مقام ''نوگڈھ'' میں ''آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس'' نے اپنا تاریخ ساز اور فقید المثال اجتماع منعقد کرنے میں کامیابی حاصل کی، اس ''نوگڈھ کانفرنس'' کی کامیابی کا چرچہ آج بھی لوگوں کی زبان پر ہے، اس عظیم الشان کانفرنس سے ولولوں کو تازگی اور حوصلوں کو توانائی ملی اور جماعت ٹوٹنے وبکھرنے کے بعد ایک بار پھر رواں دواں ہوگئی۔

اس کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں جن دوشخصیات کا سب سے بڑا کردار رہا ہے ان میں ایک مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق ناظم عمومی مولانا عبدالجلیل رحمانی اسی خطہ بستی کے گاؤں ششہنیاں سے تعلق رکھتے تھے، اور صدر مجلس استقبالیہ مولانا عبدالرؤف رحمانی اسی ضلع سے متصل نیپال کے ضلع کپل وستو کے رہنے والے تھے، جن کی شبانہ روز محنتوں اور جن کے بے نظیر خطبۂ استقبالیہ کا اس کانفرنس کو کامیاب اور اسی دوررس نتائج کا حامل بنانے میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔

ان دونوں اضلاع کے بڑے بڑے علاقے یعنی بستی ضلع کے حلقہ ہائے نوگڈھ، شہرت گڈھ، بڑھنی، اٹوا، ڈومریاگنج، بانسی وبھنان اسی طرح گونڈہ ضلع کے حلقہ ہائے بھانبھر وشنکر نگر وبونڈیہار، اور تلسی پور وگینسڑی وغیرہ توحید وسنت کے قلعے مانے جاتے ہیں، یہاں بڑی تعداد میں مدارس موجود ہیں جو متلاشیان علم کی بڑی ضرورت پوری کررہے ہیں، اور یہاں کے مدارس میں نہ صرف قرب وجوار کے اضلاع بلکہ ہندوستان کے مختلف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبوں سے طلباء آکر اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر (نیپال) انھیں مدارس میں سے ایک ہے جس کا تعلق اس کے بانی الحاج نعمت اللہ خاں رحمہ اللہ کے زمانہ سے ہی جماعت کے نامور علماء اور میاں صاحب کے براہ راست اور بالواسطہ شاگردوں سے ہمیشہ رہا ہے۔

صاحب تحفۃ الاحوذی مولانا محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری، مناظر اسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، صاحب سیرۃ البخاری مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی، مولانا محمد جوناگڈھی اور صاحب مرعاۃ شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہم اللہ اور دیگر سربرآوردہ اہل حدیث شخصیات کا اس جامعہ سے اور اس کے ولی صفت بانی الحاج نعمت اللہ خاں اور پھر خطیب الاسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی رحمہم اللہ سے برابر قائم رہا، ان دیرینہ تعلقات اور ان علمی روابط کا اجر بھی میاں صاحب رحمہ اللہ کے ہی نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا جن کے تلامذہ نے یا تو خود مدارس و مکاتب اور مسانددرس وتدریس کا جال بچھایا یا ان کی سرپرستی کی۔

گزشتہ سال مارچ کے مہینہ میں مولانا صلاح الدین مقبول مدنی و مولانا عبدالمعید مدنی حفظہما اللہ اور ان کے جواں سال اور غیور نوجوان علماء کی ٹیم نے شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں کو اجاگر و نمایاں کرنے اور ان کی بے مثال دعوتی کاوشوں اور تعلیمی خدمات سے جماعت کو روشناس کرانے کے لئے دہلی کے اسی مقام پر ایک کانفرنس منعقد کی جس کو انھوں نے اپنی تدریسی ودعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا اور جہاں وہ تقریباً ۶۰ رسال تک مقیم رہ کر خلق خدا کو فیضیاب کرتے رہے۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے جماعت کے غیور وباصلاحیت افراد کو دعوت دی گئی تھی، اور اس کے دوروزہ پروگرام میں انتہائی وقیع مقالات پیش کے گئے، مجھ بے بضاعت کو بھی شرکت کرنے اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مولانا عبدالمنان سلفی کا یہ زیر نظر کتابچہ دراصل اسی موقع پر پیش کیا جانے والا ایک طویل مقالہ ہے جسے انھوں نے بعد میں تہذیب وتنقیح کرکے اور مختلف ذیلی عناوین میں تقسیم کرکے ایک کتاب کی شکل دی ہے۔ موصوف جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈانگر کے وکیل الجامعہ اور ماہنامہ ''السراج'' کے مدیر ہیں اور جامعہ کے درجات فضیلت و عالمیت میں تدریسی خدمات بھی انجام دیتے ہیں، اس عنوان یعنی ''اضلاع گونڈہ وبستی میں میاں صاحب کے تلامذہ کے دعوتی، اصلاحی وتدریسی اثرات'' کا انتخاب موصوف نے موضوع سے اپنی خاص مناسبت کی وجہ سے ازخود کیا، کہ وہ خود اسی خطہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے ناظم کی حیثیت سے صوبائی اور مرکزی جمعیات میں نمائندگی بھی کرتے ہیں، نیز ان کے دادا مولانا محمد زماں رحمانی رحمہ اللہ کا شمار بھی میاں صاحب کے بالواسطہ شاگردوں میں ہوتا ہے۔ اس موضوع کے انتخاب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان اضلاع کی علاقائی و جماعتی تاریخ اور یہاں مدارس ومکاتب کی تعلیمی سرگرمیوں سے بھی ان کو اچھی واقفیت ہے۔

موضوع سے متعلق معلومات اور مواد کی تلاش میں جب تک انھوں نے متعلقہ مآخذوں کو نہیں کھنگالا تھا، تب تک ان کا اپنا بھی خیال یہی تھا کہ میاں صاحب رحمہ اللہ کے باقاعدہ وبلاواسطہ شاگردوں کی جستجو تو مشکل ہے، یکا دُکا لوگ ہو سکتے ہیں' جو گمنامی کے پردوں میں مستور ہوں گے، لیکن ''جوئندہ یابندہ'' کے مصداق انھوں نے میاں صاحب کے کم از کم دس تلامذہ کو دریافت کرکے ان کی مختصر خدمات کو پیش کردیا۔

انھوں نے زیر نظر کتابچہ کی تیاری میں کافی محنت کی ہے اور موضوع سے متعلق مختلف ماخذوں کا دقت نظر سے جائزہ لیا ہے، اور اس مختصر تالیف کو کافی مفید اور دلچسپ بنا دیا ہے، اور خاص بات یہ ہے کہ ضلع بستی وگونڈہ کا جائزہ لیتے لیتے انھوں نے ان اضلاع سے متصل نیپال میں بھی میاں صاحب کے بعض شاگردوں کا سراغ لگالیا ہے، خطیب الاسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمہٗ اللہ بھی میاں صاحب کے بالواسطہ شاگردوں میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اس کے کئی سلسلے تھے، شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی، مولانا محمد منیر خاں بنارسی، اور مولانا عبد الرحمن ڈوکمی انھیں سلسلوں کی روشن کڑیاں ہیں، علامہ جھنڈا نگری نے ان بزرگوں سے مدرسہ سراج العلوم جھنڈا نگر، جامعہ رحمانیہ بنارس اور سب سے آخر میں دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں تعلیم کے دوران کسب فیض کیا، نیز میاں صاحب کے بالواسطہ کئی شاگردوں سے دارالحدیث رحمانیہ میں علمی فیوض حاصل کئے ، مرتب کتاب مولانا عبدالمنان سلفی نے اس بات کا تذکرہ میاں صاحب کے تلامذہ کے شاگردوں کے ضمن میں اختصار سے کیا ہے، البتہ اس بات کا ذکر انھوں نے بڑی خوبی وتفصیل سے کیا ہے کہ بانیٔ جامعہ سراج العلوم السلفیہ جھنڈا نگر الحاج نعمت اللہ خاں رحمہ اللہ نے ہی میاں صاحب کے دونامور شاگردوں یعنی جامع الکمالات والصفات ،صاحب تحفۃ الأحوذی علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری اور مولانا محمد منیر خاں بنارسی کو "سردار جماعت" کا خطاب دیا تھا بعد میں یہ خطاب شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی کو بھی انھوں نے ہی عطا کیا۔ (تفصیلات زیر نظر کتاب میں ملاحظہ فرمائیں)

اس مختصر لیکن مفید وبامقصد تالیف کی مرتب نے ترتیب بہت اچھی قائم کی ہے، چنانچہ میاں صاحب کے براہ راست شاگرد، ان کے مقامی شاگردوں کے شاگرد اور ان کے دوسرے اضلاع سے یہاں آنے اور اس خطہ کو اپنی تعلیمی ودعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنانے والے مایہ ناز تلامذہ جن کی بے مثال مساعی وجہود سے اس علاقہ کی تقدیر چمک گئی اور اسے توحید خالص اور عمل بالحدیث کی نعمت ملی جس کا تذکرہ ایک خاص ترتیب سے کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچائے اور اسے جماعت کی تاریخ کے ایک گوشہ کو محفوظ کرنے کے لئے مفید ثابت کرے۔ (آمین)

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وبارك وسلم۔

شمیم احمد ندوی

ناظم اعلیٰ جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈا نگر، نیپال

تبریک وتقریظ

بعنوان

تحریکِ اہل حدیث ہند کی روشن تاریخ

ازقلم: مولانا ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين أما بعد!

منہج اہل الحدیث یا سلفیت اس مسلک ومنہج کا نام ہے جو مسلک عقائد واعمال، اخلاق ومعاملات اور تمدن وسیاست میں عہد نبوی، عہد صحابہ اور عہد تابعین وغیرہ کا تھا، اور جس مسلک کا علمبردار محدثین کا مقدس گروہ تھا، اسی مناسبت سے اہل الحدیث کو سلفی بھی کہا جاتا ہے، یعنی اسلاف کے طریقۂ فکر وعمل پر چلنے والا، اسلاف سے مراد صحابۂ کرام اور تابعین عظام وغیرہ ہیں، جو عقائد وفقہیات میں دین فطرت اور کتاب وسنت کی سادگی کے حامل تھے، مخصوص عجمی وفقہی اصطلاحات وتاویلات کی بندشوں سے جن کا اسلامی ذہن بالکل آزاد تھا اور جو عقائد وفقہیات میں فلسفہ وکلام، صوفیانہ تصورات اور تقلیدی ذہنیت سے مکمل طور سے محفوظ تھے، بنابریں بڑے اعتماد سے کہا جاسکتا ہے کہ تحریک اہل حدیث خالص اسلام کی صحیح ترین تعبیر وتشریح کا نام ہے۔

عالمی سطح پر تحریک اہل حدیث اتنی ہی قدیم ہے جتنا اسلام قدیم ہے، اسی طرح ہندوستان میں تحریک اہل حدیث سب سے قدیم اور معمر تحریک ہے، اس لئے کہ ہندوستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پہلی صدی ہجری کے اوائل میں جب اسلام آیا تو اس وقت اہل حدیث طرز فکر کے داعی بھی آئے، اسی سلسلہ میں علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی اپنے ایک خطبۂ صدارت میں لکھتے ہیں:

”عہد فاروقی ۱۵ھ میں عثمان بن ابوالعاص ثقفی والی بحرین وعمان نے اپنے ایک بھائی مغیرہ کو سندھ کے شہر دیبل پر اور دوسرے بھائی حکم کو گجرات کے شہر بھڑوچ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا، چنانچہ یہ دونوں مقام اسلام کے زیر نگیں آ گئے تھے۔(فتوح البلدان، بلاذری ص:۴۳۸)

دراصل اسی زمانہ سے ہندوستان میں اشاعت حدیث کی داغ بیل پڑ گئی تھی اور اس کے ساتھ عمل بالکتاب والسنۃ کا آغاز ہو گیا تھا۔

عہد عباسی میں عمل بالکتاب والسنۃ کے عظیم مبلغ اور مشہور تابعی ربیع بن صبیح سعدی بصری ہندوستان تشریف لائے، ان کے علاوہ حباب بن فضاء اور اسرائیل بن موسیٰ بھی ہندوستان تشریف لائے یہ دونوں حضرات بھی تابعی تھے۔(ميزان الاعتدال للذهبي: ج ا ص:۲۰۸، تهذيب التهذيب لابن حجر، ج ا، ص:۲۶۱)

اسرائیل بن موسیٰ حسن بصری کے شاگرد ہیں اور جامع صحیح بخاری میں ان سے روایت موجود ہے، یہ ہندوسان میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے، جس کی وجہ سے انھیں نزیل الہند کہا جاتا ہے۔

۹۳-۹۴ھ میں محمد بن قاسم نے ایک خاص پس منظر میں ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے شہر فتح کئے، انھوں نے پنجاب میں موسیٰ بن یعقوب ثقفی کو درس حدیث پر متعین کیا تھا، جیسا کہ یہ چچ نامہ اور فتوح البلدان وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح ابومحمد رجاء بن حیوہ سندی اور ابومعشر نجیح بن عبدالرحمن سندی

(م ۷۰ھ) سندھ میں کتب حدیث کا درس دیا کرتے تھے چونکہ ان پاک زمانوں میں مروجہ تقلیدی مذاہب کا نام ونشان بھی نہ تھا لہذا یہ سب بزرگ صرف کتاب وسنت کے داعی تھے“۔(ماخوذ از خطبۂ صدارت، علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی جو بعد میں بنام ”سواء الطریق“ شائع ہوا ہے۔)

ملحوظ رہے کہ وہ ائمہ اسلام جن کی تقلید لوگ کرتے ہیں، ان میں سے بعض پہلی صدی ہجری میں بچے تھے اور بعض پیدا ہی نہیں ہوئے تھے، اس کا اندازہ ان کی درج ذیل تاریخ ولادت ووفات سے ہوتا ہے۔

☆امام ابوحنیفہ : ولادت ۸۰ھ، وفات ۱۵۰ھ
☆امام مالک : ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ
☆امام شافعی : ولادت ۱۵۰ھ وفات ۲۰۴ھ
☆امام احمد بن حنبل : ولادت ۱۶۸ھ وفات ۲۴۱ھ

(بحوالہ ”تاریخ اہل حدیث“ تالیف علامہ ابومحمد ابراہیم آروی)

معلوم ہوا کہ چاروں ائمہ اسلام یکے بعد دیگرے پہلی صدی ہجری کے اواخر میں یا اس کے بعد پیدا ہوئے، اس لئے پہلی صدی ہجری میں ان کی تقلید کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اور اسلامی تاریخ کی یہ بھی سچی حقیقت ہے جیسا کہ علامہ ابن قیم الجوزیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ چاروں اماموں کی تقلید کا رواج چوتھی صدی ہجری میں ہوا ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو! ”إعلام الموقعين عن رب العالمين“ اور ”حجة الله البالغة“ جلد اول۔

بہر حال پہلی صدی ہجری سے رواج تقلید کی صدی تک ہندوستان میں غیر تقلیدی اسلام تھا اور ان صدیوں کے مسلمان اہل حدیث طرز فکر کے مطابق عامل بالکتاب والسنۃ تھے، پھر بعد میں ہندوستان میں ایسے فاتحین اسلام آئے جو حنفی یا شیعہ تھے، ان کے ادوار میں دوسرے ملکوں سے حنفی علماء ہندوستان میں آئے جو اپنے ساتھ فقہ حنفی (عراقی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کتابیں لائے اس طرح ہندوستان میں فقہ حنفی کی حکمرانی ہوگئی، مگر ہندوستان کی اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اس کی ہر صدی میں خالص کتاب وسنت پر عمل کرنے والے بڑی تعداد میں موجود رہے، جس کا بڑا تفصیلی تذکرہ علامہ ابوالقاسم سیف بنارسی نے اپنے خطبۂ صدارت میں کیا ہے۔

تاریخ اہل حدیث کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی یہ ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے علمی فیوض اور سلفی اثرات بھی ہندوستان پہونچے، مولانا مسعود عالم ندوی ''مکاتیب سلیمان'' میں لکھتے ہیں کہ خود ابن تیمیہ کے زمانہ میں ان کے شاگرد یہاں پہونچے تھے جن سے حضرت نظام الدین اولیاء اور سلطان محمد تغلق متاثر ہوئے تھے، اس طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بعض شاگردوں کے ذریعہ سے جو دینی لہر ہندوستان میں آئی وہ لہر وقتاً فوقتاً اٹھتی رہی، یہ اور بات ہے کہ اس لہر نے پوری ایک موج اور پورے ایک دھارے کی شکل بعد میں اختیار کی، جس کی شہادت تاریخ دے رہی ہے، اور جو ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ (ملاحظہ ہو: مؤتمر الدعوۃ والتعلیم نمبر ص:۱۶۵، جامعہ سلفیہ بنارس از: خطاب مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ)

اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں جب کہ مغل حکومت زوال پذیر تھی اور مسلمانوں کا مستقبل تاریک تھا، ایسی حالت میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پیدا ہوئے، جنھوں نے دعوت وتجدید کا علم بلند کیا اور کتاب وسنت پر عمل کی تلقین کی، جس سے مسلک اہل حدیث کے رواج وترقی کے راستے ہموار ہوئے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعد ان کے مشن کی تکمیل میں ان کے لائق صاحبزادگان شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی اور شاہ رفیع الدین مصروف ہوگئے، ان لوگوں کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نامور پوتے حضرت شاہ محمد اسماعیل نے دعوت وتجدید کا فرض انجام دیا جو شاہ عبدالغنی کے خلف الرشید تھے، یقیناً شاہ محمد اسماعیل کے عدیم المثال دعوتی وتجدیدی کارناموں نے خیر القرون کی یاد تازہ کردی۔

شاہ محمد اسماعیل کے بعد خاندان ولی اللہی کی مسند علم پر حضرت شاہ محمد اسحاق تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز رونق افروز ہوئے، جب شاہ محمد اسحاق حجاز ہجرت کر گئے تو ان کے جانشین ان کے تلمیذ ارشد سید میاں محمد نذیر حسین محدث دہلوی ہوئے جو شیخ الکل فی الکل کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، پھر ان کے لاکھوں تلامذہ کی مساعی سے ہندوستان کے اطراف وجوانب اور بیرون ہند کے مختلف ممالک میں درس حدیث کا رواج ہوا اور عمل بالکتاب والسنۃ کا ماحول پیدا ہوا۔

سید میاں محمد نذیر حسین محدث دہلوی (۱۸۰۴ء۔۱۹۰۲ء) کے تلامذہ ومرشدین دنیا کے کن کن ملکوں میں پہونچے اور کہاں کہاں سے آ کر تشنگان علم نے ان سے استفادہ کیا؟ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا خالد حسین صدیقی فلاحی بڑے مختصر وجامع انداز میں لکھتے ہیں:

''آپ کے تلامذہ اقطار عالم میں پھیلے ہوئے تھے، حجاز، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، تیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پشاور، سمرقند، بلخ، بخارا، داغستان، ایشیائے کوچک، ایران، خراسان، ہرات، چین، کوچین اور ہندوستان وپاکستان کے تقریباً ہر شہر اور ہر ضلع وقصبہ میں پھیلے ہوئے تھے، اس سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں، اوّل: اسلامی دنیا میں اشاعت حدیث جس طرح آپ کی ذات گرامی سے ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے، دومؔ: آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے والوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے، سومؔ: آپ کے تلامذہ مختلف اقطار عالم میں پھیلے ہوئے تھے، اس لئے ان کا علمی اقتدار اقطار عالم پر تھا''۔

(بحوالہ: ''حیات شیخ'' ص:۴۶، مشمولہ: فتاوی نذیریہ ج۱، طبع جدید، دہلی)

ہندوستان کے مختلف صوبوں اور اضلاع میں دعوت وارشاد اور تعلیم وتربیت کے کارنامے تحریک شہیدین کے بعض بچے کھچے افراد اور میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہزاروں تلامذہ اوران تلامذہ کے شاگردوں نے انجام دئے ہیں، ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے ہندوستان میں تحریک اہل حدیث تناور درخت کی طرح ہوگئی، وبفضل اللہ تتم الصالحات۔

مشرقی یوپی کے اضلاع بستی وسدھارتھ نگر وگونڈہ وبلرام پور وغیرہ میں تحریک اہل حدیث کے جونمایاں اثرات ونتائج اوردعوتی وتعلیمی درخشاں آثار ونقوش نظر آرہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد زیادہ تر میاں صاحب کے تلامذہ اوران تلامذہ کے شاگردوں کے مجاہدانہ ومخلصانہ کارنامے ہیں، ضرورت تھی کہ ان رجال وشخصیات اوران کی دعوتی وتعلیمی خدمات کی تاریخ جامع انداز میں مرتب کی جائے۔

اسی احساس کے پیش نظر برادر گرامی مولانا عبدالمنان عبدالحنان سلفی نے یہ کتاب مرتب کی ہے، موصوف ایک علمی خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں صالحیت وصلاحیت سے نوازا ہے، وہ سنجیدہ خطیب، پختہ قلم کار اوراچھے منتظم ہیں، نیز وہ جمعیت وجماعت اورملک وملت کے امور ومسائل سے گہری دلچسپی بھی رکھتے ہیں، ان کی اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے محنت شاقہ اوربڑی عرق ریزی سے یہ کام انجام دیا ہے، تقبل اللہ جھودہ.(آمین)

بڑی کمی وتشنگی رہ جاتی اگراس کتاب کے ساتھ میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کی مختصر سوانح حیات شامل نہ کی جاتی، بہت اچھا ہوا کہ میاں صاحب کا مختصر سوانحی خاکہ بطور ضمیمہ شامل کردیا گیا، جومولانا عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی کا تحریر کردہ ہے، ماشاءاللہ وہ علمی وتحقیقی ذوق کے حامل ہیں اورتاریخ اہل حدیث سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں، چنانچہ وہ رجال اہل حدیث پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب میں لگے ہوئے ہیں، یہ مہم کافی دشوار ہے، مگر ہمتِ مرداں مددِ خدا، بقول شاعر ؎

راہ کی دشواریوں کا ذکر کیا
ذوقِ منزل تھا سفر آساں لگا

مجھے بڑی خوشی ہے کہ مولانا عبدالمنان سلفی کی یہ کتاب مع ضمیمہ' تاریخ اہل حدیث کا روشن باب ہے، میں دونوں برادران گرامی کو مبارکباد دیتا ہوں اوردعا گوہوں کہ اللہ تعالیٰ کتاب کے مرتبین، معاونین اورناشرین کواجرعظیم سے نوازے۔ (آمین)

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وبارك وسلم۔

ابوالعاص وحیدی

استاد صفا شریعت کالج ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاثرات

از قلم: مولانا شہاب الدین مدنی حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی

حامدًا و مصلیًا، امّا بعد!

یہ حقیقت ہے کہ مذہب اسلام ایک علمی مذہب ہے اور علمائے اسلام انبیاء کرام علیہم السلام کے علمی مشن کے حقیقی وارث ہیں، اس لئے علمی میراث کی حفاظت علمائے کرام کا اوّلین دینی و علمی فریضہ ہے، الحمدللہ اسلاف کرام اور محدثین عظام نے کما حقہ اس وراثت کی حفاظت فرمائی اور اللہ کے فضل کے بعد انہی نفوس قدسیہ کی کاوشوں کے نتیجے میں یہ علمی مذہب کامل و مکمل شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ کسی علم کی حفاظت اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب اس کے حاملین کی خدمات محفوظ ہوں، امام الأنبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل جتنی امتیں اس دنیا میں آئیں چونکہ ان کے یہاں اپنے مذہب اور اس کے علوم کی حفاظت کے لئے کوئی ضابطہ اور اصول نہ تھا اور نہ ہی علم رجال وأسانید کا رواج تھا اس لئے آج وہ مذاہب اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہیں ہیں، یہ صرف مذہب اسلام کی خاصیت ہے کہ اس میں اساتذہ وتلامذہ کا ایک تاریخی تسلسل اسناد و رجال کی حیثیت سے موجود ہے، اللہ رب العزت نے ایسے جہابذۂ روزگار علماء پیدا فرمائے جنہوں نے نہ صرف یہ کہ اسناد کو اہمیت واعتبار بخشا بلکہ انہوں نے اپنی کدوکاوش سے اسے ایک فن کی حیثیت دے دی، یقیناً اس ضمن میں محدثین کرام کے کارنامے سنہری حروف سے رقم کئے جانے کے لائق ہیں۔

اسی سلسلة الذہب کی ایک اہم کڑی دیار ہند کے عظیم محدث شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے برصغیر میں اس وقت حدیث اور علوم حدیث کی مسند بچھائی جب یہاں فقہی جمود اپنے عروج پر تھا، ہندوستانی علماء احادیث رسول ﷺ کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں غفلت کا شکار تھے، فقہی موشگافیوں سے ان کا تعلق انتہائی مضبوط تھا اور حدیث سے بے اعتنائی ایک عام بات تھی، فقہ وفتاوی کو یہاں شریعت کی کل کائنات سمجھا جاتا تھا، ایسے وقت میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور خانوادۂ ولی اللٰہی نے تشنگانِ علوم نبوت کی علمی پیاس بجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، اسی مسندِ درس حدیث کے سچے جانشین تھے شیخ الکل فی الکل حضرة العلام میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ، آپ کا اگرچہ خاندان ولی اللٰہی سے خون کا رشتہ نہ تھا لیکن آپ اس علمی خانوادہ کے سچے علمی وارث تھے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ علمی وراثت جو آپ کے حصہ میں آئی تھی اس کی آپ نے نہ صرف یہ کہ حفاظت فرمائی بلکہ آئندہ نسلوں تک اسے کما حقہ منتقل کرنے میں اہم رول ادا فرمایا، ہزاروں کی تعداد میں آپ کے بلاواسطہ اور بواسطہ تلامذہ نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ اور صحیح عقیدہ وفکر کی ترویج واشاعت کے میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کا اعتراف آج پوری اسلامی دنیا کو ہے، خصوصاً حدیث اور علوم حدیث کے تعلق سے ان کی خدمات جلیلہ کے نقوش تابندہ وپائندہ ہیں۔

ان تمام حقائق کے ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جماعت اہل حدیث میں اعاظم رجال کی کثرت اور ان کی علمی خدمات کی روشن وتابناک تاریخ کے باوجود ان کے فضل وشرف کو اجاگر کرتے ہوئے ان کی مساعی جمیلہ کو کما حقہ منظر عام پر نہیں لایا جاتا، جب کہ اپنے اسلاف کے زرّیں کارناموں اور ان کی دینی، علمی، دعوتی، تدریسی اور تصنیفی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ان کی خدمات جلیلہ کا اعتراف بھی ہے اور اپنی تاریخ کی حفاظت بھی۔

اللہ رب العزت جزائے خیر عطا فرمائے میرے دیرینہ رفیق اور درجنوں علمی ودینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابوں کے مؤلف ومترجم فضیلۃ الشیخ عبدالمنان عبدالحنان سلفی حفظہ اللہ، ریکٹر جامعہ سراج العلوم السّلفیہ جھنڈا نگر نیپال کو جنہوں نے ازحد جگر کاوی کے ساتھ ایک اہم علمی فریضہ کی انجام دہی کے لئے اپنے سیال اور گہربار قلم سے ایک انتہائی وقیع اور پُراز معلومات کتاب مرتّب فرمائی جو حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے ان ارشد تلامذہ کے ذکر جمیل پر مشتمل ہے جن کا وطنی یا تبلیغی ودعوتی تعلق اضلاع بستی وگونڈہ سے تھا۔

میں بصمیم قلب برادر مکرم کو ان کی اس عظیم علمی، تاریخی اور جماعتی خدمت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس گرانقدر کاوش کو شرف قبول بخشے، ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ اور ان کے باوقار تلامذہ کے نقش قدم پر ہم سب کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شہاب الدین جلال الدین المدنی
ناظم اعلیٰ صوبائی جمعیت اہل حدیث، مشرقی یوپی
وصدر مرکز السنۃ التعلیمی والخیری، لکھنؤ

عرضِ مرتب

حامدًا ومصلیًا. أما بعد!

تیرہویں صدی ہجری کے مجدد اور عظیم مصلح شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی طویل مخلصانہ تدریسی، دعوتی واصلاحی کاوشوں سے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح ہوئی، لوگوں میں تمسک بالکتاب والسنۃ کا جذبہ ازسرنو پیدا اور ان کے اندر براہ راست کتاب وسنت سے شرعی مسائل کے اخذ واستنباط کا ذوق بیدار ہوا، نیز حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے دعوتی وتجدیدی اثرات برصغیر کے علاوہ ایشیاء، افریقہ اور یورپ کے ملکوں تک پہونچ گئے، گویا ان دور دراز کے خطوں میں بھی سلفی منہج کی داغ بیل پڑ گئی اور لوگ اسلام خالص سے آشنا ہوئے۔

حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ بنیادی طور پر مدرس بلکہ دہلی میں ولی اللہی خانوادہ کے مسند تدریس کے وارث وامین تھے، بہ حیثیت محدث' درسگاہ نذیری میں وہ حدیث کی امہات کتب بالخصوص صحیحین کا درس تو دیتے ہی تھے، ساتھ ہی تفسیر، عقیدہ، فقہ، اصول فقہ، صرف، نحو، ادب عربی وغیرہ کے ساتھ دیگر علوم منقولہ ومعقولہ سے بھی اپنے تلامذہ کو فیض یاب فرماتے تھے، میاں صاحب رحمہ اللہ کی درسگاہ تعلیم وتربیت کی یہ خصوصیت تھی کہ جو بھی ذرہ دنیا کے کسی خطہ یا گوشہ سے یہاں پہونچنے میں کامیاب ہوجاتا وہ حضرت میاں صاحب کے فیض تربیت سے آفتاب وماہتاب بن کر واپس ہوتا، یہی سبب ہے کہ اس درس گاہ نذیری سے ہزاروں نامور علماء وفضلاء تیار ہوئے' جنھوں نے دعوتی، علمی، تدریسی، تصنیفی اور دیگر میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ان عظیم الشان خدمات کے اعتراف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود عقیدہ و منہج میں ان سے انتساب کرنے والی جماعت اہل حدیث اس عظیم المرتبت شخصیت اوران کے تجدیدی کارناموں اور بے لوث و ہمہ جہت خدمات کو منظر عام پرلانے کے سلسلہ میں خواب غفلت کا شکار رہی اور میرے اپنے علم کے مطابق ان کے شاگرد رشید مولانا فضل حسین بہاری کے ذریعہ میاں صاحب کی حیات وخدمات پر مرتب کتاب ''الحیاۃ بعد المماۃ'' کے علاوہ اس گراں قدر شخصیت کے شایان شان مکمل ایک صدی تک کسی ٹھوس علمی و تحقیقی کام کے تعلق سے کوئی سنجیدہ کوشش سامنے نہ آئی، یہ صورت حال حد درجہ افسوس ناک ہونے کے ساتھ جماعت کی بے حسی اور اپنی تاریخ اور اپنے اسلاف کے کارناموں کے تعلق سے بے اعتنائی اور غفلت کی غماز ہے۔

۲۰۱۶ء کے وسط میں شوشل میڈیا کے ذریعہ اخوان جماعت کو یہ مژدۂ جان فزا ملا کہ جماعت کے کچھ غیور اور حساس اہل علم دہلی میں نومبر کے مہینہ میں حضرت میاں صاحب پر سیمینار منعقد کررہے ہیں' جو بوجوہ بعد میں ۴، ۵ رمارچ ۲۰۱۷ء کو منعقد ہوا، اس خبر سے جماعت کے علمی و تحقیقی حلقوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی، مجھ ناچیز کو بھی منتظمین کی جانب سے اس سعادت میں شرکت کا موقعہ دیا گیا، اور دعوت نامہ کے ساتھ مجوزہ مضامین کی فہرست بھی بھیجی گئی، اور کسی موضوع کو میرے لئے خاص بھی کیا گیا، مگر راقم نے غور وخوض کے بعد اپنے اضلاع بستی وگونڈہ سے تعلق رکھنے والے تلامذۂ میاں صاحب پر کچھ صفحات سیاہ کرنے کا فیصلہ کیا اور منتظمین کو اس سے آگاہ کرکے ان سے منظوری بھی حاصل کرلی۔

اس خطہ میں میاں صاحب کے تلامذہ کے طور پر سب سے مشہور نام مولانا عباداللہ یوسف پوری رحمہ اللہ کا ہے جن سے بالعموم اہل علم واقف ہیں، دوسرا نام مولانا اللہ بخش بسکوہری رحمہ اللہ کا ہے جنھیں کچھ علماء جانتے ہیں، جبکہ خال خال اہل علم میاں صاحب کے شاگرد کے طور پر مولانا عبدالرحمن ڈوکمی رحمہ اللہ کے نام سے بھی آشنا ہیں، میں بھی میاں کے تلامذہ میں انھیں دوتین ناموں سے واقف تھا اور اندازہ تھا کہ ان بزرگوں کے حالات زندگی اور ان کی خدمات پر مشتمل چند صفحات کا مقالہ لکھنا ممکن ہوسکے گا، مگر جب میں نے

متوفر مصادر ومراجع اور تراجم وسیر کی دستیاب کتابوں کا سرسری مطالعہ کیا تو میں خوشگوار حیرت میں ڈوب گیا کہ اپنے اس علاقہ کے کم از کم ایسے دس (۱۰) علماء کرام کے اسماء گرامی میری فہرست میں آگئے جنھیں میاں صاحب سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے، ان میں سات (۷) حضرات کا میاں صاحب کا شاگرد ہونا تو متحقق ہے، باقی تین کی شاگردی گوکہ متحقق تونہیں تاہم ان کے کام کا انداز دیکھ کر بقول مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی ''ان کا بھی میاں صاحب کا شاگرد ہونا قرین قیاس ہے''، مجھے اس سے دلی مسرت ہوئی اور میں نے اس مقالہ کے مشتملات کو مزید تفصیل سے لکھنے کا ارادہ کیا۔

میں نے اپنے اس مقالہ کا آغاز تیرہویں صدی ہجری سے قبل اضلاع بستی وگونڈہ کے مسلمانوں کی مختصر دینی تاریخ کے ذکر سے کیا ہے، پھر اللہ کے فضل کے بعد جن اہم اور گراں قدر شخصیات کی مخلصانہ دعوتی جدوجہد کے نتیجہ میں اس کوردہ اور جہالت وضلالت میں ڈوبے ہوئے اس علاقہ کے اندر خوشگوار دینی تبدیلی آئی ان کا مختصراً تذکرہ کیا ہے، اور اس ضمن میں چار نمایاں اور گراں قدر دعوتی شخصیات کا ذکر جمیل دعوت واصلاح کے بنیادی عناصر کے طور پر حسب ذیل ترتیب سے کیا ہے: (۱) مولانا سید جعفر علی نقوی (۲) مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی (۳) مولانا محمد اظہر شاہ بہاری (۴) میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ۔

اس کے بعد اصل موضوع پر اظہار خیال اور اضلاع بستی وگونڈہ میں میاں صاحب کے تلامذہ کے دعوتی، تعلیمی اور اصلاحی اثرات کا تذکرہ کرنے کے لئے حضرت میاں کے تلامذہ کو چار زمروں میں تقسیم کیا ہے، اس لئے کہ میاں صاحب کے اس خطہ کے تلامذہ کے علاوہ ان کے کئی بیرونی نامور شاگردوں نے اضلاع بستی وگونڈہ میں کئی سالوں تک مستقل قیام کرکے یہاں اپنی تعلیم ودعوت کے گہرے اور تابندہ نقوش چھوڑے ہیں، جب کہ میاں صاحب کے کچھ بیرونی تلامذہ کی ان خطوں میں آمد ورفت باربار ہوتی رہی ہے، اسی طرح میاں صاحب کے بعض تلامذہ ایسے ہیں جن سے اضلاع بستی وگونڈہ کے تشنگان علوم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے مسند درس پر حاضری دے کر ان سے کسب فیض کیا ہے اور پھر اپنے خطہ میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں، اس طرح میاں صاحب کے تلامذہ جن کا اس خطہ کی اصلاح ، یہاں مسلک سلف کی اشاعت اور منہج کتاب وسنت کی ترویج پر براہ راست یا بالواسطہ اثر رہا ہے انھیں مندرجہ ذیل زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔ میاں صاحب سے براہ راست کسب فیض کرنے والے اسی خطہ کے تلامذہ۔

۲۔ میاں صاحب سے براہ راست کسب فیض کرنے والے دیگر مقامات کے تلامذہ جنھوں نے اس خطہ کو اپنی دعوتی، تدریسی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

۳۔ میاں صاحب کے تلامذہ کے فیض یافتگان اس خطہ کے علماء یعنی اس علاقہ میں میاں صاحب کے بالواسطہ تلامذہ۔

۴۔ میاں صاحب کے نامور اور ممتاز بیرونی تلامذہ جن سے اس خطہ کے لوگ فیض یاب ہوئے۔

پہلے زمرہ کے تحت اضلاع بستی وگونڈہ کے دس (۱۰) ایسے علماء کرام کا تذکرہ کیا گیا ہے جنھوں نے حضرت میاں صاحب سے براہ راست کسب فیض کیا ہے، ان دسوں تلامذۂ میاں صاحب کے حالات زندگی اور ان کی خدمات پر اختصار سے روشنی ڈالی گئی ہے، تاہم یہ حصہ چونکہ بنیادی اور اہم ہے اس لئے اسے اجاگر کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔

دوسرے زمرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلے حصہ میں صاحب تحفہ علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری، صاحب سیرۃ البخاری مولانا عبدالسلام مبارکپوری، مولانا محمد سلیمان مئوی، مولانا شاہ عین الحق پھلواروی، اور مولانا ابوالحسنات محمد ڈُبکاوی کا تذکرہ کیا گیا ہے، جنھوں نے ان اضلاع میں مستقل یا کئی سالوں تک قیام فرمایا، اول الذکر چاروں اہم اور گراں قدر شخصیات کے تراجم اور ان کی علمی ودعوتی خدمات اختصار کے پیش نظر ذکر نہیں کئے گئے ہیں، صرف اس خطہ میں ان کے قیام، مدت قیام اور ان بزرگوں کی

تدریسی ودعوتی خدمات ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، البتہ موخر الذکر مولانا محمد ڈُبکاوی کی سوانح حیات اختصار کے ساتھ قلمبند کردی گئی ہے کہ ان کی دریافت ایک لحاظ سے نئی ہے، نیز ان کا خاندان اب بھی اسی خطہ میں آباد ہے۔

اس زمرہ کے دوسرے حصہ میں مناظر اسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابومحمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا محمد سعید محدث بنارسی، مولانا محمد جونا گڈھی، مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا عبدالتواب علی گڈھی اور مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی تلامذۂ میاں صاحب کا ذکر جمیل ہے، جن کی تشریف آوری ان اضلاع میں بار بار بکثرت یا کبھی کبھار ہوئی ہے، ان حضرات کے تراجم سے بھی گریز کیا گیا ہے، البتہ حوالوں کی روشنی میں ان اضلاع میں ان کی آمد کو ثابت کیا گیا ہے۔

تیسرے زمرہ کے تحت میاں صاحب رحمہ اللہ کے بستی وگونڈہ کے براہ راست ان کے تلامذہ کے فیض یافتہ شاگردوں یعنی میاں صاحب کے بالواسطہ تلامذہ کی صرف فہرست دی گئی ہے اور جن مراجع میں بہ طور تلمیذ ان کا ذکر ہے ان کا حوالہ دے دیا گیا ہے، ارادہ ہے کہ اگر اللہ نے توفیق بخشی تو آئندہ ان بزرگوں کی حیات وخدمات اور کارناموں پر قدرے تفصیل کے ساتھ کام کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

چوتھے زمرہ کے تحت میاں صاحب کے بیرونی تلامذہ سے فیض یافتہ اس خطہ کے ان علماء کی فہرست ہے جنھوں نے بستی وگونڈہ ہی میں ان سے استفادہ کیا، ان کا نام حوالہ کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے، جب کہ آگے ایک ایسی ہی فہرست اس ضلع کے ان علماء کی ہے جنھوں نے میاں صاحب کے تلامذہ سے باہر جا کر اکتساب فیض کیا ہے، اس فہرست میں سب سے بڑی تعداد شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاپ گڈھی رحمہ اللہ کے تلامذہ کی ہے، بشرط فرصت اور توفیق ان حضرات پر بھی ان شاء اللہ قدرے تفصیل کے ساتھ یکجا کچھ لکھنے کا ارادہ ہے، **واللہ الموفق**۔

میرے شاگرد رشید عزیز گرامی **شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی** سلمہ اللہ، استاذِ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ رحمانیہ، کاندے ولی ممبئی، اپنی مخلصانہ علمی ودعوتی کاوشوں کے سبب جماعتی وعلمی حلقوں میں تعارف کے محتاج نہیں، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی عظمیٰ سمیت ملک کے متعدد صوبوں کے دعوتی وعلمی پروگراموں میں ان کی ذمہ دارانہ اور سرگرم شرکت رہتی ہے، موصوف نے تقریباً گذشتہ ایک سال قبل **"تاریخ اہل حدیث"** کی ترتیب وتدوین جیسے اہم اور عظیم الشان کام کی انجام دہی کا بیڑا اٹھایا اور بے سروسامانی کی حالت میں اس مبارک عمل کے لئے سرگرم عمل ہوگئے، اللہ انھیں مزید عزم وحوصلہ دے، حقیقت ہے کہ یہ تنہا کسی ایک فرد کا کام نہیں، بلکہ اس کے لئے ایک مستقل ٹیم اور جماعت کی ضرورت ہے، مگر الحمدللہ وہ بڑے عزم وحوصلہ سے اسے انجام دینے کے لئے سرگرم عمل ہیں، اور اب تک وہ جو کچھ جمع کر چکے ہیں اسے مرتب کرکے سالنامہ کی شکل میں منظر عام پر لا رہے ہیں، شاید انھیں جیسے اصحاب عزیمت لوگوں کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اولوالعزمانِ دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں
سمندر پاٹتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

یقیناً یہ کام سمندر پاٹنے اور کوہ سے دریا بہانے سے کم مشکل نہیں، میں عزیز گرامی قدر کو اس پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اس اہم کام کو انجام تک پہونچائے، ان کی تمام خدمات کو قبول فرمائے اور مزید علمی، دعوتی اور جماعتی کاموں کی توفیق بخشے۔ (آمین)

یہ بات ضمناً اس لئے آگئی کہ موصوف نے میرا یہ مقالہ تاریخ اہل حدیث کے مجوزہ سالنامہ میں شامل کرنے کے لئے مجھ سے طلب کیا، اور مقالہ ملنے کے بعد موصوف نے جب اسے گہرائی سے پڑھا تو اس کی علیحدہ اشاعت کی خواہش ظاہر کی اور اس کے لئے مجھ سے اجازت مانگی، میں نے عرض کیا کہ یہ صرف مقالہ ہے جسے عجلت میں ایک یادداشت کے طور پر تیار کردیا گیا تھا، اس پر کچھ مزید کام کرکے میں اسے کتابی شکل دینا چاہتا تھا، لیکن اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری طرف سے اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کی اجازت ہے،

پھر عزیز موصوف نے اس کی طباعت کا عزم کیا اور مجھ سے بہ طور پیش لفظ کچھ لکھنے کا حکم بھی دیا، یہ چند سطور انھیں کی خواہش پر قلم بند کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

زیر نظر تحریر کو کتابی شکل میں شائع کئے جانے کے فیصلہ کے ساتھ ہی عزیز گرامی شیخ عبدالحکیم مدنی رحفظہ اللہ نے یہ مشورہ بھی دیا کہ اس کے ساتھ میاں صاحب رحمہ اللہ کی مختصر سوانح حیات بھی شامل کردی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا اور اس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ بھی ہوگا، میں نے ان کے مشورہ کی تحسین کرتے ہوئے انھیں سے گذارش کی کہ یہ نیک کام بھی آپ کے ہاتھوں انجام پاجائے تو زیادہ مناسب ہوگا، چنانچہ موصوف نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی ایک مختصر اور جامع سوانح بعجلت مرتب فرما کر کتاب میں شامل کردیا، اس کے لئے میں ان کا شکر گذار ہوں، اللہ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

یہ کتابچہ دراصل جلدی میں مرتب کیا گیا چند کتابوں کا حاصل مطالعہ ہے، جن کی مدد سے اضلاع بستی وگونڈہ سے تعلق رکھنے والے حضرت میاں صاحب کے تلامذہ اور ان کے تلامذہ کے تلامذہ کا نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جن کی دعوتی وتدریسی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج یہ خطہ توحید کی روشنی سے منور ہے اور ہر چہار جانب کتاب وسنت کا بول بالا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کا سہرا شیخ الکل فی الکل سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے سر بندھتا ہے، جنھوں نے اپنے فیض تربیت سے ہر ذرہ کو آفتاب وماہتاب بنادیا اور ان کے تلامذہ کے روشن کارناموں سے پورے برصغیر کے ساتھ بہ طور خاص ہمارا یہ کوردہ خطہ بھی بقعۂ نور بن سکا۔

اس تحریر کے ذریعہ اپنے اضلاع بستی وگونڈہ میں جماعت اہل حدیث کی ایک سرسری اور مختصر تاریخ محفوظ کرنے اور ان اضلاع سے تعلق رکھنے والے اپنے اسلاف کرام کی ٹوٹی ہوئی دعوتی واصلاحی کڑیوں کو جوڑنے کی ایک معمولی کوشش کی گئی، امید کہ اہل علم اپنی بیش قیمت آراء سے نوازیں گے اور اگر تحریر میں کہیں کوئی فروگذاشت (جس کا امکان زیادہ ہے) نظر آئے تو اس پر متنبہ فرما کر عنداللہ ماجور اور عندی مشکور ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے آخر میں ارمغان تشکر وامتنان پیش کر رہا ہوں ہندونیپال میں جمعیت وجماعت سے وابستہ اور اس کی تاریخ پر نظر رکھنے والے افاضل علماء کرام کی خدمت میں جنھوں نے زیرِ نظر تحریر کا مطالعہ فرمایا، مفید مشوروں سے نوازا، نیز میری درخواست پر اسلامی اور جماعتی تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے خوش فکر اور معروف صاحب قلم عالیجناب مولانا شمیم احمد صاحب ندوی رحفظہ اللہ، ناظم اعلیٰ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر، نیپال نے موضوع کی مناسبت سے کتاب پر نہایت مفید ووقیع مقدمہ تحریر فرما کر کتاب کو اعتبار ووقار بخشا، اسی طرح جماعت کے بزرگ عالم دین، معروف مدرس ومربی اور مصنف ومحقق جناب مولانا ابوالعاص وحیدی رحفظہ اللہ نے اس کتاب پر بعنوان: ''تحریک اہل حدیث ہند کی روشن تاریخ'' تقریظ تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی، اور میرے مخلص دوست اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا شہاب الدین مدنی رحفظہ اللہ نے اپنے گراں قدر تاثرات اور دعاؤں سے نوازا، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انھیں صحت وعافیت کے ساتھ تادیر دینی، علمی اور جماعتی خدمات کی توفیق بخشے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ میری اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے، اسے میرے لئے نجات کا ذریعہ بنائے اور اس کے اجر وثواب میں میرے والدین اور اساتذہ کو بھی شامل فرمائے جن کے فیض تربیت سے مجھ ناچیز کو اس معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عبدالمنان عبدالحنان سلفی

ریکٹر جامعہ سراج العلوم السّلفیہ، جھنڈانگر، نیپال

وناظم ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر، یوپی (انڈیا)

۲۹/نومبر ۲۰۱۷ء

gmail.comEmail:abmanna123

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء وسید المرسلین محمد بن عبد اللہ الأمین، وعلی آلہ الطیبین، وأصحابہ الطاہرین، ومن تبعہم بإحسان إلی یوم الدین۔

أما بعد! قال اللہ عز وجلّ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ (الأحزاب:۲۳)

شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنے دور کے مجدد تھے، ان کا علمی سلسلہ ان کے استاد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (م۱۲۳۹ھ) کے واسطہ سے اس خانوادۂ ولی اللّٰہی سے ملتا ہے جس کے ذریعہ ہندوستان میں تقلید کا جمود ٹوٹا اور یہاں براہ راست کتاب وسنت سے مسائل شرعیہ کے اخذ واستنباط کے لئے راستہ ہموار ہوا، حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مکہ مکرمہ ہجرت کر جانے کے بعد ولی اللّٰہی مسند تدریس کے وارث بنے اور اللہ کے فضل وکرم اور خداداد علمی صلاحیتوں اور طویل مخلصانہ تدریسی، دعوتی واصلاحی کاوشوں سے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں کو فیض یاب کیا، لوگوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح ہوئی اور پورے آب وتاب سے سلفی منہج کی داغ بیل پڑ گئی، آپ کے تجدیدی اثرات ہندوستان سے باہر ایشیا، افریقہ اور یورپ کے ملکوں تک پہونچے اور ان مقامات میں بھی اسلام خالص کا بھرپور تعارف ہوا، آپ کی درسگاہ تربیت کی یہ خصوصیت تھی کہ لوگ آپ سے فیض یاب ہونے کے لئے کشاں کشاں دہلی کا رخ کرتے اور اپنے دور کے بڑے بڑے علماء سے فیض یاب ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود ان کی علمی تشنگی اس وقت تک باقی رہتی جب تک وہ حضرت میاں صاحب سے شرف تلمذ حاصل نہ کر لیتے، آپ کے مسند تدریس کی امتیازی خصوصیت بھی تھی کہ جو ذرہ دنیا کے جس بھی گوشہ سے یہاں پہونچنے کی سعادت حاصل کر لیتا وہ میاں صاحب کے فیض تربیت سے آفتاب وماہتاب بن کر واپس جاتا، اسی کا نتیجہ ہے کہ میاں صاحب کی اس درسگاہ سے ہزاروں کی تعداد میں بیک وقت نامور مفسر، محدث، مدرس، مصلح، مبلغ، خطیب اور صحافی وانشاء پرداز تیار ہوئے جن میں کئی درجن کو تو ان کی قابل قدر علمی خدمت کے سبب عالم گیر شہرت حاصل ہوئی اور باقی ملکی سطح پر نامور ہوئے، یہ خصوصیت ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں شاید کسی بھی مدرس یا داعی کو حاصل نہ ہو سکی، {ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم} (الجمعة:۴)

اضلاع بستی وگونڈہ میں دعوت واصلاح کے اہم عناصر

اس خطہ کے ناگفتہ بہ حالات اور یہاں دعوت واصلاح کا آغاز:

شمال مشرقی ہندوستان یعنی حالیہ صوبہ اتر پردیش کے اضلاع بستی وگونڈہ (۱) اور ان سے متصل نیپال کے اضلاع کپل وستو اور روپندیہی وغیرہ بھی ہندوستان کے دیگر خطوں اور علاقوں کی طرح ضلالت وجہالت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، کفرو شرک کا دور دورہ تھا، اس خطہ کے نام نہاد مسلمان اسلام خالص سے یکسر نابلد تھے، قبر پرستی، تعزیہ داری اور دیگر شرکیہ اعمال کو اسلام سمجھ لیا گیا تھا، اور یہ بدتر حالات نسلاً بعد نسل تقریباً تیرہویں صدی ہجری یعنی انیسویں صدی عیسوی تک برقرار رہے، مگر اس خطہ پر اللہ کا فضل وکرم ہوا اور کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے جن سے حالات میں خوشگوار تبدیلی آئی اور پورا خطہ شرک وبدعت کی آلائشوں سے مکمل صاف تو نہ ہو سکا مگر توحید خالص کی روشنی جگہ جگہ پھیلنا شروع ہوئی اور چند ہی سالوں میں اضلاع بستی وگونڈہ میں کتاب وسنت کا بول بالا ہو گیا، مسلمانوں میں اسلامی تصور پیدا ہوا، بڑی تعداد میں لوگ شرک وبدعات سے تائب ہو کر شاہراہ توحید پر گامزن ہوئے اور آہستہ آہستہ یہ دونوں اضلاع (جواب پانچ اضلاع ہو چکے ہیں) برصغیر کے مردم خیز اہل حدیث خطوں میں شمار ہونے لگے اور سلفیت کے مراکز کے طور پر متعارف ہوئے، فللہ الحمد علی ذلك۔

(۱) بعد میں ان دونوں اضلاع میں مزید تین اضلاع: سدھارتھ نگر، بلرام پور اور سنت کبیر نگر بنا دئے گئے، اس مقالہ میں جہاں بھی اضلاع بستی وگونڈہ لکھا جائے گا اس سے مراد موجودہ وقت کے پانچوں اضلاع ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں ان چاروں اسباب وعناصر کا اجمالی تذکرہ کیا جارہا ہے جن سے اس خطہ کے دینی حالات میں خوشگوار تبدیلی آئی اور اس کے بہتر اور دوررس نتائج سامنے آئے:

(الف) مولانا سید جعفر علی نقوی رحمہ اللہ (۱۲۱۸ھ-۱۲۸۸ھ):

اللہ کے فضل وکرم سے اس زمانہ میں جب اصلاح وتجدید اور جہاد کے مقصد سے برپا تحریک شہیدین نے پورے شدومد کے ساتھ اسلام خالص کی نشرواشاعت کا بیڑہ اٹھایا توخوش قسمتی سے اس کی ضیاپاش توحیدی کرنیں اس خطہ تک بھی پہونچیں اور سید احمد شہید کے معتقد، شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے خاص تربیت یافتہ اوران کی فوج کے میر منشی مولانا سید جعفر علی نقوی رحمہ اللہ، مجھوامیر، بستی، اوران کے خانوادے اور تلامذہ کی مخلصانہ دعوتی واصلاحی کوششوں سے اس خطہ میں توحید خالص کی تخم ریزی ہوئی۔

مولانا سید جعفر علی نقوی رحمہ اللہ تعلیم سے فراغت کے بعد محض ستائیس سال کی عمر میں مارچ ۱۸۳۰ء کو بڑی صعوبتیں برداشت کر کے حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی خدمت میں صوبہ سرحد پہونچے اوراپنی خداداد صلاحیتوں اور بے پناہ عزم وحوصلہ اور جرأت وشجاعت کی بدولت فوج کے میر منشی مقرر ہوئے اور شہیدین کی نظروں میں اتنا اعتبار اور اعتماد حاصل کیا کہ شیخ ولی محمد پھلتی اور شیخ بلند بخت کی مہروں کے ساتھ شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی مہر بھی ان کے حوالہ کردی گئی، مولانا سید جعفر علی نقوی' شاہ محمد اسماعیل شہید کا اکثر تحریری کام بھی کرتے تھے، دیگر امور کی انجام دہی اور دستوں کی قیادت کے ساتھ خبروں کی تبییض کا کام بھی انھیں کے ذمہ تھا۔

شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ مولانا سید جعفر علی نقوی پر خصوصی نگہ التفات رکھتے تھے اورانھیں اپنے علم سے برابر فیض یاب فرماتے تھے، سید صاحب کی حوصلہ افزائی کے لئے شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے اپنے درس مشکاۃ کے بعد سید جعفر علی نقوی کو مکلف فرمایا کہ وہ درس کے بعد حدیث کے اسرار ونکات بیان کریں، سید جعفر علی نقوی کو شہیدین کی

شہادت کے سبب دیر تک شاہ محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی صحبت میں رہنے کا موقعہ تو نہ ملا اور یہ جون ۱۸۳۱ء میں اپنے خطہ میں تبلیغ دین کا نیک ارادہ لے کر وطن واپس آگئے، تاہم انھیں ان نفوس قدسیہ کی صحبت میں رہنے کا جو بھی موقعہ ملا اس نے ان کے اندر توحید خالص کی دعوت کا جذبۂ صادق کوٹ کوٹ کر بھر دیا اوراپنے علاقہ میں واپس آکر وہاں کے دیہات وشہر سے لے کر بہار کے دوردراز علاقوں تک اپنی دعوتی کاوشوں کے نمایاں اورثمر بار اثرات چھوڑے، آپ کی دعوتی مساعی جمیلہ کا تذکرہ مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

> ''گھر آنے کے بعد مولانا نے تبلیغ کے لئے ایک نیا انداز اختیار کیا ،چنانچہ آپ کے پروگرام کے دوجزء تھے(۱) مدارس ومکاتب کا قیام(۲) تبلیغ وارشاد کے ذریعہ مسلمانوں کی اصلاح ،اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے گاؤں گاؤں، شہر شہر مدارس ومکاتب کھولنے پر لوگوں کو ابھارا، یوپی کے پوربی اضلاع خصوصاً بستی، گونڈہ اور گورکھپور (اب ان اضلاع میں ۴/اضلاع: سدھارتھ نگر، سنت کبیر نگر، بلرام پور، اورمہراج گنج بنادئے گئے ہیں) صوبہ بہار اور علاقہ ترائی نیپال میں کثرت سے اسی قسم کے مدارس کھولتے پھر کسی کو نائب بنا کر دوسری جگہ قیام کی کوشش کرتے، پھر وہاں کا نظم ونسق درست کر کے آگے بڑھ جاتے''۔
>
> (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص:۲۱، ۲۲)

مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''مولانا کے قائم کردہ مدارس کی تعداد بہت زیادہ ہے، اکثر وبیشتر مدارس حوادث زمانہ اور ہماری غفلتوں کی نذر ہوچکے ہیں، چندوہ مدارس جواب تک کسی نہ کسی حالت میں باقی ہیں اور ہمیں ان کا علم ہوا ہے' وہ درج ذیل ہیں: (۱) مدرسہ ہدایت المسلمین، کرہی، ضلع بستی (یوپی) ،مدرسہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربیہ دارالہدیٰ یوسف پور، ضلع بستی (حال سدھارتھ نگر) یوپی قیام ۱۸۵۴ء (۳) مدرسہ عربیہ سمرا، ضلع چمپارن، بہار (۴) مدرسہ عربیہ سمرا ضلع سیوان (بہار) (۵) مدرسہ عربیہ مادھو پور، ضلع سیوان (بہار) مدرسہ عربیہ مظہر العلوم، اوسان کوئیاں (بستی) (حال سدھارتھ نگر) قیام ۱۸۶۲ء"۔

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص: ۲۳)

جابجا قیام مدارس کے ساتھ مولانا سید جعفر علی نقوی نے بلاخوف لومۃ لائم دعوت وارشاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ بھی موثر انداز میں انجام دیا، اور تقریباً اپنی ساری زندگی دعوت وتبلیغ کی راہ میں گذاردی، اس کے بڑے دوررس اثرات بھی برآمد ہوئے، ایک طرف شرک وبدعت، اوہام وخرافات اور رسومات قبیحہ میں مبتلا قوم اسلام خالص سے آشنا ہوئی، دوسری جانب آپ کی دعوتی کاوشوں کے نتیجہ میں بے شمار لوگ مشرف بہ اسلام بھی ہوئے، مولانا سید جعفر علی نقوی کی یہ دعوتی کاوش نہایت ہی قابل قدر ہے کہ جس وقت سفر کے وسائل بھی مہیا نہ تھے اور سفر نہایت پر مشقت اور تکلیف دہ ہوا کرتا تھا انھوں نے خالصۃً لوجہ اللہ اضلاع بستی وگونڈہ وگورکھپور نیز نیپال کے ترائی علاقہ سے لے کر بہار کے سیوان اور چمپارن اضلاع تک سیکڑوں میل کا سفر کیا۔

مولانا سید جعفر علی نقوی کے بعد ان کے دعوتی مشن کو ان کے مخلص تلامذہ اور ان کے متبع سنت اقرباء بالخصوص ان کے داماد مولانا شریف حسن رحمہ اللہ، ان کے چھوٹے بھائی مولانا لطیف حسن اور ان کے بیٹے مولانا احسان اللہ وغیرہم نے پوری ذمہ داری سے سنبھالا جس کے نتیجہ میں اس علاقہ میں سلفیت اور اہل حدیثیت کو پھلنے پھولنے کا موقعہ ملا۔

(ب) مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی رحمہ اللہ:

دوسرا اہم عنصر جس کے خوشگوار اثرات اضلاع بستی وگونڈہ کے دینی حالات پر پڑے وہ اس خطہ کے پہلے محدث اور مخلص داعی مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی رحمہ اللہ کی تدریسی

ودعوتی کوششیں ہیں، ان کے بارے میں تذکرہ نویسوں نے اپنی تحریروں میں بڑے اختصار واجمال سے کام لیا ہے یہاں تک کہ کسی نے تاریخ پیدائش یا تاریخ وفات بھی قلم بند نہ کی، غالباً اس کا سبب موصوف کے بارے میں معلومات کی عدم فراہمی ہے، البتہ ان کے تلامذہ کے ناموں سے اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا دور بھی مولانا سید جعفر علی نقوی کا دور تھا یا اس کے معاً بعد کا زمانہ، مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی نے ان کے تعلق سے اتنا لکھا ہے کہ:

"مولانا محمد اسحاق صاحب ضلع بستی (موجودہ سدھارتھ نگر) کے مشہور قصبہ بانسی کے رہنے والے تھے، بتایا جاتا ہے کہ آپ نے جون پور میں تعلیم پائی، وہاں بارہ سال تک رہے، اس درمیان میں جتنے خطوط گھر سے ملے سب کو الگ مٹکے میں رکھتے گئے اور محض اس وجہ سے کھول کر نہیں پڑھا کہ کہیں تعلیم کو چھوڑ کر گھر نہ جانا پڑے، بارہ سال پورا کر کے خطوط پڑھا اور گھر آ گئے، آپ غالباً مولانا جعفر علی نقوی کے ہم عصر تھے۔ آپ کی بہت سی کرامتیں ہیں، آپ بانسی کے علماء اہل حدیث کے جداعلیٰ اور اس علاقہ کے سب سے پہلے اہل حدیث عالم اور محدث تھے، آپ اپنے یہاں کی جامع مسجد کے سب سے پہلے اہل حدیث امام ہیں، آپ سے یہ (سلسلہ امامت) شروع ہوا اور اب تک جامع مسجد اہل حدیث بانسی میں اہل حدیثوں ہی میں سے امام ہوتا ہے"۔

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص: ۱۳۳)

۲۷، ۲۸، ۲۹ رشعبان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ رفروری ۱۹۲۸ء کی تاریخوں میں شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی صدارت میں بمقام بونڈیہار (۲) ضلع بلرام پور (سابق ضلع گونڈہ) میں ایک سہ روزہ اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کی

(۲) مولانا عبدالرؤوف ندوی نے اپنی کتاب 'کاروان سلف' جلد اول صفحہ ۱۷ کے حاشیہ پر اس کانفرنس کی جائے انعقاد تلسی پور، بلرام پور (سابق ضلع گونڈہ) لکھا ہے، جو محل نظر ہے، اس سلسلہ میں غالباً محترم ندوی صاحب سے تسامح ہو گیا ہے۔ (عبدالمنان سلفی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفصل رپورٹ اور کانفرنس میں مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ کے ذریعہ پیش کیا گیا خطبۂ استقبالیہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں ۲۳؍رمضان ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۶؍مارچ ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے، خطبۂ استقبالیہ میں مولانا بسکوہری' مولانا محمد اسحٰق محدث بانسوی کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"آپ قصبہ بانسی کے رہنے والے تھے، توحید وسنت کی حمایت میں شب وروز کوشاں رہتے تھے، آپ میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ کا علمی تبحر بھی بڑھا ہوا تھا، درس وتدریس کا کام شوق سے کرتے تھے، چنانچہ آپ کی علمی غذا کی پروردہ ایسی چند ہستیاں تیار ہوئیں جو مخلوق کی ہدایت کا نمونہ بنیں، چنانچہ ذیل میں ان کا ذکر آتا ہے"۔

(اہل حدیث امرتسر،۱۶؍مارچ ۱۹۲۸ء)

آپ کے تلامذہ کے ضمن میں مولانا عبدالغفور بسکوہری نے مولانا عباداللہ (تلمیذ میاں صاحب) یوسف پور، ضلع بستی، مولانا احمد علی اوبری ڈیہہ، ضلع گونڈہ، حافظ لعل محمد، بانسی ضلع بستی اور مولانا عظیم اللہ نیپالی، مہسر ضلع روپندیہی، نیپال کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی نے مولانا احمد علی کے حالات قلم بند کرتے ہوئے مولانا عبدالغفور بسکوہری کی اسی رپورٹ اور خطبۂ استقبالیہ کو بنیاد بنایا ہے، موصوف لکھتے ہیں:

"اندازہ ہوتا ہے کہ محمد اسحاق کے چاروں شاگرد۔۔۔۔۔(جن کا ذکر مولانا عبدالغفور بسکوہری نے بونڈیہار کی کانفرنس منعقدہ ۲۰،۲۱،۲۲؍فروری ۱۹۲۸ء کے خطبۂ استقبالیہ میں کیا ہے) میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے بھی شاگرد ہیں، اول الذکر تو بالتحقیق میاں صاحب کے شاگرد ہیں، قیاس چاہتا ہے اوران حضرات کی انقلابی خدمات میاں صاحب کے تلامذہ ہونے کی غمازی کرتی ہیں، واللہ اعلم بالصواب"۔

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص:۱۲)

(ج) مولانا محمد اظہر شاہ بہاری رحمہ اللہ (۱۹۲۵ء):

تیسرا اہم عنصر جو اس خطہ کے دینی حالات پر اثر انداز ہوا وہ مولانا محمد اظہر شاہ بہاری رحمہ اللہ کی شکل میں نمایاں ہوا، مولانا محمد اظہر شاہ بہاری اصلاً بہار کے رہنے والے تھے اور مولانا عبدالحق محدث بنارسی رحمہ اللہ (۱۲۰۶ھ-۱۲۸۶ھ مطابق ۱۷۹۱ء-۱۸۶۹ء) کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، انھوں نے اس کوردہ خطہ اور شرک وبدعات میں ڈوبے علاقہ کو اپنی دعوتی تگ وتاز کا مرکز بنا رکھا تھا، آپ کی بزرگی اور ورع وتقوی سے علاقہ کے لوگ کافی متاثر ہوئے اوران کے عقیدت مند بن گئے یا بلفظ دیگران کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے، وہ سچے متبع سنت تھے اور اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کو سنت کے رنگ میں رنگنے کے لئے تاحیات کوشاں رہے، علمی تبحر بھی خوب تھا، مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ کے بقول:

"آپ کو جزئیات مسائل بہت مستحضر تھے، علاوہ صحاح ستہ کے نیل الاوطار، زادالمعاد وکشف الغمہ وغیرہ کتب حدیث کے گویا حافظ تھے"۔(اہل حدیث امرتسر، ۲۳؍رمضان ۱۳۴۶ھ)

مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ نے بڑے اختصار وجامعیت کے ساتھ ان کی دعوتی کاوشوں کے ثمرات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"آپ کے ذریعہ سے علاقہ میں سنت کا بہت کچھ چرچا ہوا، اکثر مرد وعورت آپ کی ذاتی کوششوں سے آباء واجداد کے رسوم کو ترک کرکے سنت پر عامل ہوگئے، اور آج اکثر اہل حدیث مولانا کی یادگار باقی ہیں"۔(اہل حدیث امرتسر، ۲۳؍رمضان ۱۳۴۶ھ)

اس علاقہ میں تشریف لانے کے بعد موصوف نے اولاً گواپور اسٹیشن (ضلع بلرام پور سابق ضلع گونڈہ) سے متصل گاؤں جے نگرا میں قیام کیا، پھر وہاں سے تقریباً ۱۰؍کیلومیٹر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمال کی جانب واقع اودئی پور گاؤں کو اپنا مستقر بنایا اور وہیں سے پورے علاقہ میں اپنا مشن چلاتے رہے۔ (کاروان سلف: ج ا،صفحہ ۲۰ حاشیہ)

مولانا محمد اظہر شاہ بہاری نہایت جری، حق گو اور مجاہد داعی تھے، اور حق کے سلسلہ میں بڑے سے بڑے شخص کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے، مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی نے لکھا ہے کہ:

”علاقے کے مسلمانوں پر آپ کی ایسی گرفت تھی کہ آپ کی اجازت کے بغیر لڑکی اور لڑکے کا رشتہ طے نہیں ہوسکتا تھا، بارات وغیرہ رسومات پر بڑی نظر رکھتے تھے، بڑے بڑے زمیندار آپ کے سامنے آنے اور جواب دہی سے خائف رہا کرتے تھے“۔

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص:۱۳۶)

ضلع بلرام پور سابق ضلع گونڈہ اور اس سے متصل ضلع سدھارتھ نگر میں آپ کے دعوتی اثرات بڑے نمایاں طور پر محسوس کئے جارہے ہیں، اودئی پور کا وہ علاقہ جو شرک وبدعت کا گڑھ سمجھا جاتا تھا وہاں گاؤں کا گاؤں آپ کی مخلصانہ کوششوں سے اہل حدیث ہوگیا، اودئی پور، رجواپور، بدل پور، گلرہا، املیا، بھونی، بھلوہیا، جے نگرا، سمرہن، وغیرہ، تلسی پور کے اطراف کے مواضعات دیالی پور، ہرہٹہ، دینا نگر، بلرام پور کے علاقہ میں شکرنگر، بھیکم پور، سیکھر پور، بھکچھیا اور بڑھنی سے قریب مواضعات بجوا، بیروا، گورا بھاری، دھنکھر پور، ملگھیا، مصرولیا اور اس وقت کے دیگر اہل حدیث مواضعات میں توحید اور اتباع سنت کی جو باد بہاری چلی بڑی حد تک وہ آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے، ان مقامات میں جو چھوٹے بڑے مدارس ومکاتب قائم ہوئے ان کے قیام میں بھی براہ راست یا بالواسطہ مولانا محمد اظہر شاہ بہاری کی کاوشوں ہی کا دخل ہے۔

مولانا محمد اظہر شاہ بہاری نے ضلع گونڈہ حالیہ بلرام پور کے اس کوردہ شمالی خطہ کے علاوہ اس کے جنوبی خطہ یعنی اترولہ اور بونڈیہار وغیرہ کا علاقہ اور اسی طرح موجودہ ضلع

سدھارتھ نگر اور سابق ضلع بستی کے بسکوہر، ڈومریا گنج، اور بانسی کے اطراف کا بھی بارہا دعوتی دورہ کیا اور ان کی تبلیغی کوششوں سے اضلاع بستی وگونڈہ کے قصبات ومواضعات انوار توحید وسنت سے جگمگا اٹھے۔

اس سلسلہ میں مولانا عبدالوہاب حجازی رحفظہ اللہ کے خطبۂ استقبالیہ کا ایک اقتباس نقل کرنا شاید بے محل نہ ہوگا جسے مولانا نے ”فلاح انسانیت کانفرنس“ منعقدہ ۱۹، ۲۰ رمئی ۲۰۱۲ء بمقام کسمہی، ضلع سدھارتھ نگر میں پیش کیا تھا اور اپنے علاقہ میں بزرگ اہل حدیث علماء ومبلغین کی دعوتی کاوشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

”علاقہ بلرام پور کے معروف، بے باک اور مجاہد داعی کتاب وسنت حضرت العلامہ مولانا سید اظہر بہاری (متوفی ۱۹۲۵ء) تلمیذ علامہ عبدالحق محدث بنارسی (۱۷۹۱ء-۱۸۷۹ء) تلمیذ امام شوکانی سے مولانا ممتاز علی کے والہانہ روابط تھے، علامہ اظہر ہمارے اس علاقہ میں آتے جاتے تھے، ہماری والدہ ”بشیرہ“ رحمہا اللہ کی روایت ہے کہ بابو یعنی مولانا شکر اللہ فیضی کی کردھن (جو پہلے بچوں کو کمر میں پہنائی جاتی تھی) مولانا اظہر بہاری نے اپنے دست مبارک سے کاٹی تھی“۔

(خطبۂ استقبالیہ، از: مولانا عبدالوہاب حجازی، ص: ۱۴)

(۴) میاں سید محمد نذیر حسین رحمہ اللہ کے تلامذہ:

چوتھی عبقری شخصیت جو اس علاقہ کے دینی حالات کی اصلاح میں سب سے زیادہ موثر ثابت ہوئی وہ مجدد وقت شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی بے مثال اور گراں قدر علمی ودعوتی شخصیت تھی، جن کے براہ راست فیض یافتگان تلامذہ یا بالواسطہ ان کے تلامذہ کے شاگردوں نے اس پورے خطہ میں توحید وسنت کی خوب خوب نشر واشاعت کی اور مختلف میدانوں میں نمایاں کارنامے انجام دے کر اس خطہ کو برصغیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ممتاز سلفی خطہ بنانے میں اہم رول ادا کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت سلفیت اضلاع بستی وگونڈہ بہ شمول اضلاع سدھارتھ نگر، بلرام پور وسنت کبیر نگر میں جس قوت وشوکت کے ساتھ موجود ہے اور مقامی طور پر نیز اس علاقہ کے نامور علماء ودعاۃ کے ذریعہ سے ملکی اور عالمی پیمانہ پر دعوت واصلاح، تصنیف وتالیف، درس و تدریس، علم وتحقیق اور نشر واشاعت کا جو بھی کام ہو رہا ہے ان سب کا سرا بلاشبہ شیخ الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے مل رہا ہے۔

اس تحریر میں دعوت واصلاح کی ان ٹوٹی کڑیوں کو ملانے اور حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ کے اس خطہ پر ہونے والے فیوض و برکات کا اجمالی تذکرہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ الموفق وهو المستعان۔

میاں صاحب کے تلامذہ

مولانا سید جعفر علی نقوی اور مولانا محمد اسحق محدث بانسوی وغیرہ کی دعوتی و تدریسی کاوشوں کا ثمرہ تھا کہ اضلاع بستی وگونڈہ اور سرحد سے متصل نیپال کے ترائی اضلاع کپل وستو وروپندیہی میں حصول علم دین کے راستے ہموار ہوئے اور یہاں سے لوگوں نے دور دراز کے شہروں کا رخت سفر باندھ کر اکابر علماء سے فیض یاب ہونے کی کوشش کی، بالخصوص انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ان خطوں سے بعض حضرات دہلی پہونچے جہاں حضرت میاں صاحب کے علمی فیض کا دریا پورے جوش وخروش کے ساتھ جاری تھا اور انھیں اس سے سیراب ہونے اور حضرت میاں صاحب سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت میاں صاحب سے فیض اٹھانے میں گوکہ پنجاب، بہار اور یوپی کے اضلاع اعظم گڈھ (بہ شمول ضلع مئو) بنارس اور لکھنؤ ومضافات کے اہل ذوق کو دوسرے مقامات کی بہ نسبت حظ وافر ملا کہ میاں صاحب سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے ان مقامات کے علماء کی تعداد بھی زیادہ اور ان میں سے بعض کو ان کی تدریسی، علمی، تصنیفی اور دعوتی خدمات کی بناء پر عالمی شہرت بھی حاصل ہے، تاہم اضلاع بستی وگونڈہ سے تعلق رکھنے والے حضرت میاں صاحب کے فیض یافتگان بھی اس اعتبار سے کافی اہمیت رکھتے ہیں کہ آج انھیں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ یہ خطہ برصغیر میں مردم خیز سلفی خطوں میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب کے جن نامور تلامذہ کے دور رس اثرات اس علاقہ کے دینی حالات پر مرتب ہوئے اور جن کی کاوشوں سے یہاں سلفیت اور اہلحدیثیت کو فروغ حاصل ہوا، انھیں چار زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف) میاں صاحب سے براہ راست کسب فیض کرنے والے اس خطہ کے تلامذہ۔

ب) میاں صاحب سے براہ راست کسب فیض کرنے والے دیگر مقامات کے وہ تلامذہ جنھوں نے اس خطہ کو اپنی دعوتی، تدریسی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور جن کی کاوشوں سے یہاں فکری، اعتقادی، عملی، اور منہجی اصلاح کا کام موثر انداز میں ہوا۔

ج) میاں صاحب کے تلامذہ کے فیض یافتگان اس خطہ کے علماء یعنی اس علاقہ میں میاں صاحب کے بالواسطہ تلامذہ۔

د) حضرت میاں صاحب کے نامور اور ممتاز بیرونی تلامذہ جن سے اس خطہ کے لوگ فیض یاب ہوئے۔

(الف) میاں صاحب سے کسب فیض کرنے والے اس خطہ کے تلامذہ:

بعض کتب تراجم کے مطالعہ کے بعد مجھے اس علاقے کے دس (10) علماء کرام کے اسماء گرامی دستیاب ہوئے ہیں جنھوں نے حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل کی اور فیوض نذیری سے بہرہ ور ہونے کے بعد انھوں نے بڑے پیمانہ پر دعوت واصلاح اور تبلیغ وتدریس کے فرائض انجام دے کر اس خطہ میں دعوت توحید وسنت پھیلانے میں اہم رول ادا کیا، ان دس (10) خوش نصیبوں میں سات (7) حضرات کا میاں صاحب کا تلمیذ ہونا تو محقق ہے، باقی تین کے بارے میں ان کا دعوتی انداز دیکھ کر قیاساً مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی نے ان کے بھی میاں صاحب کا شاگرد ہونے کو قرین قیاس قرار دیا ہے، تفصیل آگے آرہی ہے، ذیل میں ان کی فہرست دی جارہی ہے، اس کے بعد ان کی خدمات پر مختصر روشنی ڈالی جائے گی:۔

(۱) مولانا اللہ بخش بسکوہری

(۲) مولانا عباد اللہ یوسف پوری

(۳) مولانا عبد الرحمن ڈوکمی

(۴) مولانا محمد حسین ترکلہا نیپال

(۵) مولانا عبد الستار بسکوہری

(۶) مولانا نور اللہ، پیرا بھوج

(۷) مولانا فہیم اللہ خاں، پیکولیا مسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) مولانا حافظ لعل محمد بانسوی

(۹) مولانا عظیم اللہ نیپالی، مہسڑ

(۱۰) مولانا احمد علی، اوبری ڈیہہ

ذیل میں ہر ایک کے مختصر حالات قلمبند کئے جا رہے ہیں:۔

ا۔ مولانا اللہ بخش بسکوہری:

مولانا اللہ بخش بسکوہری رحمہ اللہ کے فرزند گرامی مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ کی روایت کی بنیاد پر مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی نے ان کے جو حالات بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

> مولانا اللہ بخش بسکوہری ایک سکھ خاندان کے چشم و چراغ تھے، پیدائشی نام ٹھاکر تھا، ان کے والد کا نام پربھا کر سنگھ تھا جو فوج میں ملازم تھے اور انھیں حکومت کی جانب سے طویل آراضی ملی تھی، مولانا اللہ بخش کے بچپن ہی میں والد کا انتقال ہوگیا، چچا کی نیت ان کی جائیداد کے سلسلہ میں خراب ہوگئی اور بھتیجہ کو مار کر اس پر قابض ہونے کا منصوبہ بنایا، اس کی بھنک ان کی پھوپھی کو ہوگئی اور بھتیجہ کو جان بچانے کے لئے بھاگ جانے کا اشارہ کیا، گھر سے بھاگے تو راستہ میں ایک مسلم فقیر سے ملاقات ہوگئی جس نے ان کی کفالت کی اور پھر اس سے متاثر ہو کر یہ مشرف بہ اسلام ہوگئے، پھر علم کی طلب میں دہلی پہونچے اور حضرت میاں صاحب کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہہ کیا، حضرت میاں صاحب سے کسب فیض اور تکمیل کے بعد لکھنؤ پہونچے اور فقہ کی خصوصی تعلیم مولانا عبدالحئ سے حاصل کی، وہاں سے فیض آباد پہونچے اور چمڑے کے ایک تاجر حاجی بنّو کے یہاں قیام پذیر ہوئے، انھیں ایام میں بسکوہر کے دو تاجر جن میں ایک

> صاحب کا نام خدا بخش تھا بغرض تجارت حاجی بنّو کے یہاں فیض آباد گئے اور مولانا سے ان کی ملاقات ہوئی یہ دونوں مولانا سے بہت متاثر ہوئے اور مولانا اللہ بخش کو اپنے ساتھ بسکوہر لے آئے اور یہاں سے آپ نے تبلیغ وتدریس کا کام کیا، میاں صاحب کی درسگاہ میں مولانا کے ساتھیوں میں مولانا محمد بشیر سہسوانی اور مولانا عبدالوہاب جیسے جلیل القدر علماء بھی تھے۔
>
> مولانا اللہ بخش بسکوہری اس خطہ کے ان چند علماء میں سے ایک ہیں جن کے علمی ودعوتی فیوض کا چشمہ علاقہ کے تمام اطراف میں جاری ہوا اور ان کی کاوشوں سے یہاں توحید وسنت کے بے شمار علم بردار پیدا ہوئے۔ (ملخصاً از: علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص:۱۶)

مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ نے بونڈیہار کی سہ روزہ عظیم الشان اہل حدیث کانفرنس، منعقدہ ۲۰، ۲۱، ۲۲ رفروری ۱۹۲۸ء کے خطبۂ استقبالیہ میں مولانا اللہ بخش بسکوہری کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''شوق علم دل میں لے کر شہر دہلی میں شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف تلمذ حاصل کیا، بعد تحصیل علم دہلی سے رخصت ہو کر بسکوہر تشریف لائے اور یہیں درس وتدریس کا کام شروع فرمایا اور تقریباً چالیس برس تک اپنے فیوض سے لوگوں کو فائدہ پہونچاتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہمارے علاقہ میں آپ کے لائق شاگرد زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر لوگوں کے لئے ہدایت کا نمونہ بنے جن میں آپ کے خاص شاگرد دیانت اللہ سمراوی ہیں، مولانا مرحوم توحید وسنت پر دل سے شیدا تھے، اپنی ساری عمر آپ نے جس پرہیزگاری اور احتیاط سے بسر کی اس کی مثال ملنی مشکل ہے، آپ کا اکل حلال ضرب المثل بنا، قریباً ساٹھ برس کی عمر میں بمقام بسکوہر آپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا انتقال ہوا اور یہیں مدفون ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘۔

(اہل حدیث امرتسر، مجریہ ۱۶/ مارچ ۱۹۲۸ء)

مولانا اللہ بخش بسکوہری رحمہ اللہ بسکوہر پہونچنے کے بعد تدریس ودعوت کے لئے مولانا سید جعفر علی نقوی کے قائم کردہ مدرسہ مظہر العلوم، اوسان کوئیاں، ضلع سدھارتھ نگر تشریف لے گئے اور ایک زمانہ تک وہاں رہ کر تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کیا اور علاقہ میں اپنی دعوت وتبلیغ سے شرک وبدعت کا استیصال کر کے وہاں توحید کی روشنی بکھیری، مولانا کا دوسرا مرکز تدریس ودعوت خود ان کا وطن قصبہ بسکوہر تھا۔

مولانا اللہ بخش بسکوہری رحمہ اللہ کی دعوتی کاوشوں کے ثمرات کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا ابو العاص وحیدی رحفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

’’ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے سبب یہ علاقہ جاہلی رسوم وخرافات اور منکرات وبدعات سے تائب ہو کر عامل بالحدیث ہوا‘‘۔ (یادگار مجلہ ص: ۵۴)

اوسان کوئیاں اور بسکوہر میں آپ کے حلقۂ درس سے علاقہ کے جن علماء کرام نے استفادہ کیا ان کی تعداد تو بہت ہوگی تاہم مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی نے مولانا عبد التواب بسکوہری کے حوالہ سے مولانا اللہ بخش بسکوہری کے مندرجہ ذیل تلامذہ کے نام تحریر کئے ہیں جن میں ہر ایک اپنی جگہ آسمان علم ودعوت کا آفتاب وماہتاب ہے:

(۱) مولانا جعفر علی، مرغہوا

(۲) مولانا لیاقت حسین، مرغہوا

(۳) مولانا محمد صدیق، بسکوہر

(۴) مولانا عبد الرزاق، سمرا

(۵) مولانا عبد الستار، بسکوہر

(۶) مولانا خلیل احمد، بسکوہر

(۷) مولانا دیانت اللہ، سمرا

(۸) مولانا مصاحب علی، اونرہوا

(۹) مولانا ولی اللہ، گوبنیاں

(۱۰) مولانا عبد الرحمن، بجوا

(۱۱) مولانا مولا بخش، بسکوہر

(۱۲) مولانا عبد الجلیل، اوسان کوئیاں

(۱۳) مولانا شکر اللہ، اوسان کوئیاں۔

۲۔ مولانا عباد اللہ یوسف پوری بستوی:

مولانا عباد اللہ یوسف پوری بستوی رحمہ اللہ کا وطن موجودہ ضلع سدھارتھ نگر وسابق ضلع بستی کے شمال مشرقی خطہ میں واقع موضع یوسف پور تھا جو قصبہ بڑھ پور اور موہانہ بازار کے درمیان لمبنی جانے والی شاہراہ پر آباد ہے، مولانا عباد اللہ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کی صراحت کہیں نہیں، تاہم بعض قرائن کی بنیاد پر مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی نے لکھا ہے کہ آپ کی ولادت مولانا سید جعفر علی نقوی کی بالاکوٹ سے واپسی (۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء) اور اس خطہ میں ان کی تبلیغی ودعوتی سرگرمیوں کے آغاز سے کچھ آگے پیچھے ہونی چاہئے، مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی نے یہ امکان بھی ظاہر کیا ہے کہ مولانا سید جعفر علی نقوی کی تحریک وتحریض پر غالباً مولانا عباد اللہ کے سرپرستوں نے ان کی تعلیم کی جانب توجہ کی ہوگی۔

مولانا عباد اللہ بستوی نے اس وقت اس خطہ کے سب سے بڑے دعوتی مرکز بانسی پہونچ کر مولانا سید جعفر علی نقوی کے دعوتی معاون خصوصی مولانا محمد اسحق محدث بانسوی رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور پھر غالباً انھیں دونوں بزرگوں کی رہنمائی میں حدیث پڑھنے کے لئے میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں دہلی پہونچے اور ان سے فیض یاب ہوئے، یہ زمانہ غالباً مدرسہ دار الہدیٰ یوسف پور کے سنہ تاسیس ۱۸۵۴ء سے کچھ پہلے کا ہوگا، آپ کے وطن لوٹنے کے وقت سید جعفر علی نقوی کا دائرہ تبلیغ کافی وسیع ہو چکا تھا اور اس خطہ کے اضلاع بستی، گونڈہ، گورکھپور (بہ شمول موجودہ اضلاع سدھارتھ نگر، سنت کبیر نگر، بلرام پور، مہراج گنج) اور نیپال کے ترائی علاقہ میں آپ کی دعوتی کاوشیں نتیجہ خیز ہو رہی تھیں، مولانا سید جعفر علی نقوی اپنے اس دائرہ تبلیغ واصلاح کو مسلسل بڑھانے کی فکر میں رہتے تھے اس لئے وہ کسی ایک مقام پر دیر تک قیام نہ فرماتے، بلکہ وہاں کے کسی باصلاحیت اور معتمد شخص کو اپنا معاون بنا لیتے اور انھیں ہدایت دے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اصلاح ودعوت کی ذمہ داری دے کر آگے بڑھ جاتے، اس علاقہ میں سید جعفر علی نقوی نے مولانا عباداللہ کو اپنا معاون منتخب کیا، اور یوسف پور میں نئی نسل کی تعلیم وتربیت اور عوام کی اصلاح کا ذمہ دار انھیں بنایا اور مدرسہ کے قیام کی تحریک کر کے اس کا ایک نظری خاکہ بھی انھیں دے دیا، اس ذمہ داری کو مولانا عباداللہ رحمہ اللہ نے بخوبی نبھایا، مدرسہ پہلے گاؤں میں کسی کے گھر میں چلتا رہا اور مولانا عباداللہ رحمہ اللہ تنہا تدریسی فریضہ انجام دیتے رہے، اس دوران آپ نے پرا بھوج کے مولانا نوراللہ رحمہ اللہ کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کر کے انھیں اپنے استاد میاں صاحب کی خدمت میں دہلی بھیج دیا اور جب وہ درسگاہ میاں صاحب سے تکمیل وفراغت کے بعد وطن واپس آئے تو استاد وشاگرد دونوں نے مدرسہ کو سنبھالا اور مولانا عباداللہ کی کوششوں سے مدرسہ گاؤں سے باہر اس جگہ منتقل کیا گیا جہاں اس وقت موجود ہے، اس موقعہ پر علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کی ایک میٹنگ کر کے آپ نے مدرسہ کی تعمیر کرنے اور اس میں لڑکوں کو داخل کرنے کی ضرورت بیان کی، شرکاء میٹنگ نے وقتی تعاون کیا اور آئندہ نقد وجنس سے مدد کا وعدہ بھی کیا اور یہ مدرسہ بخوبی جاری ہو کر اپنا فیض عام کرنے لگا۔

مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ نے بونڈیہار کی ''سہ روزہ اہل حدیث کانفرنس'' منعقدہ فروری ۱۹۲۸ء کے خطبۂ استقبالیہ میں مولانا عباداللہ یوسف پوری رحمہ اللہ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

> ''مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم (بانسوی) کے شاگردوں میں سے اول شاگرد مولانا عباداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ یوسف پور علاقہ منکا متصل علاقہ نیپال کے رہنے والے تھے، آپ بھی شیدائے سنت تھے، علم کا بہت کچھ شوق تھا، آپ کے کتب خانہ میں نایاب کتابیں موجود رہتی تھیں، آپ کو بھی مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا، آپ کی کوشش سے علاقہ منکا و نیپال میں جماعت اہل حدیث

> کی خوب ترقی ہوئی یہاں تک کہ علاوہ دو ایک جگہ کے سارا علاقہ اہل حدیث ہو گیا''۔ (اہل حدیث امرتسر، ۱۶/ مارچ ۱۹۲۸ء)

مولانا عباداللہ یوسف پوری رحمہ اللہ نے زندگی کا بیشتر حصہ مدرسہ دارالہدی یوسف پور کے اندر تدریسی فریضہ کی انجام دہی میں صرف کیا اور شاگردوں کی ایک جماعت پیدا کی، مگر کہیں یکجا ان کے شاگردوں کی فہرست نہیں ملتی بجز مولانا نوراللہ، پرا بھوج تلمیذ میاں صاحب اور میاں علی رضا، پھلوریا کے اسماء کے، تاہم اس دور کے وہ علماء جو اسی علاقہ کے تھے ان کا مولانا عباداللہ کا شاگرد ہونا قرین قیاس ہے، جیسے مولانا عظیم اللہ نیپالی، مولانا احمد حسین، ترکلہا، مولانا عبدالمجید یوسف پوری وغیرہم، واللہ اعلم بالصواب۔

۳۔ مولانا عبدالرحمن ڈوکمی رحمہ اللہ:

مجاہد اسلام مولانا ابوالنعمان عبدالرحمن بن محمد یعقوب، ضلع سدھارتھ نگر (سابق ضلع بستی) کے قصبہ اٹوا بازار سے پورب کھنڈسری بازار سے قریب واقع موضع ڈوکم کے ایک متمول اور رئیس گھرانہ کے چشم وچراغ تھے، لیکن پورے علاقہ اور اس گاؤں کے دوسرے خاندانوں کی طرح ان کا گھرانہ بھی جہالت کے سبب شرک وبدعت کی گمراہیوں کا شکار تھا اور صورتحال یہ تھی کہ علاقہ کا سب سے بڑا تعزیہ ان کے گھر بنتا تھا، نیز آپ کے والد محمد یعقوب کا شمار علاقہ کے مشہور آلھا گانے والے فن کاروں میں ہوتا تھا، مولانا عبدالرحمن ڈوکمی نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں میاں عباداللہ سے حاصل کی جو حنفی ہونے کے باوجود تعزیہ داری اور قبر پرستی کے خلاف تھے، چنانچہ انھیں کی تربیت کے اثر سے ایک بار بچپن ہی میں گھر کا تعزیہ توڑ کر رکھ دیا۔

مولانا سلیم الفطرت تھے، گھر اور گاؤں کا مشرکانہ ماحول انھیں راس نہ آیا اس لئے دل میں حصول علم کا عزم لے کر بغیر کسی کو بتائے چپکے سے گھر سے نکل گئے اور ایک ورقہ میں لکھ گئے کہ اب میں گھر سے جدا ہو رہا ہوں اور نہ جانے کب تک جدا رہوں گا، اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر کی زمینداری میں اپنے حصہ سے دست بردار ہو رہا ہوں۔

حصول علم کی راہ میں مشقتیں اٹھاتے اور کئی مدرسوں کی خاک چھانتے بالآخر آپ دہلی پہونچے اور حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان کے فیوض سے بہرہ ور ہوئے، امام ابو یحیٰ خاں نوشہروی کے مطابق آپ کے اساتذۂ حدیث میں مولانا محمد بشیر سہسوانی، استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ غازی پوری اور شیخ حسین بن محسن یمانی بھی تھے۔

مولانا عبدالرحمن ڈوکمی رحمہ اللہ نے درسگاہ نذیری سے فراغت کے بعد میاں صاحب کے مدرسہ میں اور انھیں کی نگرانی میں کچھ دنوں تک تدریس کی سعادت حاصل کی اور شائقین علوم کو معقولات، فقہ اور حدیث کا درس دیا، یہ بڑی سرفرازی اور عزت افزائی کی بات تو تھی ہی کہ میاں صاحب جیسی شخصیت کی موجودگی میں انھیں یہ خدمت تفویض ہوئی ساتھ ہی یہ ان کے تبحر علمی اور میاں صاحب کے ان پر بھرپور اعتماد اور قربت کا ثبوت بھی ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ ۱۲؍سال تک متعدد اساتذۂ فن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے اور حضرت میاں صاحب کے یہاں سے فراغت کے بعد ان کی واپسی گھر ہوئی، گھر اور گاؤں کا ماحول اب بھی شرک زدہ تھا، گھر پہونچ کر تمام لوگوں سے شرک و بدعت سے توبہ کرایا، تعزیہ اور علم اور مزامیر کو گھر سے نکلوایا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام سے معنون تعزیہ کا چبوترا کھودا گیا اور آپ کی کاوشوں سے اس خانوادہ میں توحید و سنت کی روشنی داخل ہوئی۔

مولانا عبدالرحمن ڈوکمی نے مولانا عباد اللہ بستوی کے مدرسہ دارالہدیٰ یوسف پور میں تدریس کا فریضہ انجام دیا، پھر آب وہوا راس نہ آنے کے سبب مدرسہ دارالہدیٰ چھوڑ کر الحاج نعمت اللہ خاں کے قائم کردہ مدرسہ سراج العلوم، جھنڈانگر میں تدریس کی خدمت انجام دینے لگے اور لوگوں کو اپنے علم سے خوب فیض یاب فرمایا، تدریس کے ساتھ ان دونوں مقامات پر تبلیغ دین میں بھی سرگرم رہے، جھنڈانگر میں مدرسی کے زمانہ میں سیورا

ودودھونیاں کو اپنی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور اس کا یہ اثر ہوا کہ گاؤں کی کم از کم سو عورتیں تہجد گذار ہو گئیں، اور گاؤں میں دین کا خوب چرچا ہوا، آپ کی مجاہدانہ شخصیت کے سبب دودھونیاں گاؤں کو علاقہ میں مرکزیت حاصل ہو گئی تھی، اس زمانہ میں جب کہ ایک جانور کا ذبح کرنا جیو ہتیا تصور کیا جاتا تھا اور لوگ قربانی کرنے کی بھی ہمت نہ پاتے تھے آپ کی قیادت میں گاؤں میں سیکڑوں قربانیاں ہوتی تھی، دوسرے مقامات کے لوگ بھی اسی گاؤں میں قربانی کی سنت ادا کرنے آتے تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ انھیں روک سکے۔

آپ بے باک اور مجاہد داعی تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ دودھونیاں سے متصل ڈھبرواتھانہ کے ایک بدعتی مسلمان داروغہ نے جب آپ کو میلاد خوانی کے لئے بلایا تو آپ نے صاف انکار کر دیا، داروغہ جب بعد میں گاؤں پر آیا تو آپ دوسروں کی طرح تعظیما کھڑے نہ ہوئے بلکہ کہہ دیا کہ داروغہ کیا کوتوال صاحب بھی آئیں تو بھی میں ہرگز کھڑا نہ ہوں گا، بات بڑھتی دیکھ کر آپ کے لٹھ باز شاگردوں نے داروغہ کو گھیرے میں لے لیا، داروغہ نے پوچھا مولانا یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے الٹا داروغہ سے سوال کر لیا اور آپ کے ساتھ یہ بارہ آدمی کون ہیں؟ داروغہ نے کہا یہ ہماری پولیس ہے، مولانا نے جواب دیا کہ یہ بھی ہماری پولیس ہے بلکہ فوج ہے اور وہ بھی خدائی فوج، داروغہ دھمکی دے کر گاؤں کے چوکیدار کے پاس پہونچا، اسے صورت حال بتا کر اس کی رائے معلوم کی، چوکیدار نے برجستہ کہا: داروغہ صاحب! آج آپ کی کم خفت ہوئی ہے، اگر آپ مولانا کے پیچھے پڑیں گے تو مزید رسوائی ہوگی، داروغہ واپس چلا گیا اور غور و خوض کے بعد معافی مانگتے ہوئے دوبارہ میلاد میں شرکت کا دعوت نامہ بھیجا، آپ نے دعوت منظور کی، میلاد کی مجلس میں تشریف لے گئے اور میلاد خوانی کی بجائے توحید کے موضوع پر نہایت مؤثر تقریر کی، داروغہ نہایت متاثر ہوا اور اس تقریر کو حاصل زندگی قرار دے کر شرک و بدعات سے تائب ہوا اور آئندہ کتاب و سنت کے مطابق زندگی گذارنے کا عہد کا۔

سابق ضلع گونڈہ اور موجودہ ضلع بلرام پور میں واقع بلرام پور سے متصل مسلم اکثریت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا ایک بڑا گاؤں شنکر نگر جو اس وقت سلفیت کا ایک مرکز تصور کیا جاتا ہے اور جہاں کی سرزمین نے ماضی قریب میں بڑے بڑے افاضل علماء ودعاۃ پیدا کئے ہیں، وہی شنکر نگر بہ شمول بھیکم پور ایک زمانہ میں بریلویت کے نرغہ میں تھا اور وہاں شرک وبدعات اور باطل عقائد اپنا پنجہ گاڑنے کی کوشش کررہا تھا، آپ وہاں تشریف لے گئے، وعظ وتبلیغ کی مجلسیں سجیں، اور آپ نے بریلویوں کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا، اولاً آپ کا چیلنج بریلویوں نے قبول کرلیا، مگر مناظرہ سے پہلے فرار ہوگئے اور ان دونوں بڑی بستیوں سے مکمل طور پر بریلویت کا خاتمہ ہوگیا اور گاؤں کے تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توحید وسنت پر چلنے کی بیعت کرلی، مولانا جب تک رہے اس بستی سے ان کا تعلق قائم رہا، اور آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحب زادے مولانا حکیم عبیداللہ رحمانی کاشمیری رائے بریلوی بھی اس بستی میں برابر آتے جاتے رہے اور گاؤں سے اپنا مضبوط رشتہ برقرار رکھا، حکیم صاحب شنکر نگر میں کئی کئی روز بلکہ ہفتوں قیام کرتے، وہاں کے لوگ ان کی بڑی قدر اور خدمت کرتے یہاں تک کہ گاؤں کے لوگ انھیں نام کے بجائے ''بابو'' یعنی بڑے بھائی صاحب کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

مولانا عبدالرحمن ڈوکمی رحمہ اللہ اس خطہ میں توحید اور اتباع سنت کی روح پھونکنے کے بعد مولانا امام ابویحیی خاں نوشہروی کے مطابق ۱۹۳۰ء میں رائے بریلی تشریف لے گئے اور وہاں جامعہ محمدیہ کی بنیاد ڈالی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، ساتھ ہی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور اپنی مجاہدانہ طبیعت کے زیر اثر شرک وبدعت کے خلاف زبان اور قوت بازو سے جہاد کرتے رہے، اس راستہ میں مولانا نے بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں اور بدعتیوں کی جانب سے انھیں مختلف تکلیفیں اور اذیتیں اٹھانا پڑیں، آپ پر فرضی مقدمات بھی چلائے گئے مگر آپ ڈٹے رہے، آپ کی قربانیاں رائگاں نہ گئیں اور آپ کی تبلیغی کاوشوں سے بڑی حد تک شرک وبدعت کا زور ٹوٹا اور مسلمان توحید وسنت سے آشنا ہوئے، مگر افسوس آپ کے بعد آپ کا قائم کیا ادارہ زمانہ کے دست برد سے محفوظ نہ رہ

سکا، اگر وہ باقی رہ پاتا تو اس خطہ میں رشد وہدایت کا ایک روشن مینار ثابت ہوتا۔

مولانا عبدالرحمن ڈوکمی کے تلامذہ میں علاقہ کے بعض نامور علماء یہ ہیں:

مولانا عبدالرحمن بجواوی، مولانا عبدالرؤف رحمانی، مولانا سید اقبال حسین ہاشمی، ریواں، مولانا عبدالقیوم رحمانی، حکیم عبیداللہ کاشمیری، حکیم مقبول احمد، جھنڈانگر، مولانا محمد یوسف، سیوراوغیرہ۔ (مستفاد از: علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص ۷۸ تا ۸۲)

۴۔ مولانا نوراللہ رحمہ اللہ (پرا بھوج):

مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی حفظہ اللہ نے مولانا نوراللہ رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر ان کا مختصر سوانحی خاکہ ان کے صاحب زادے مولانا عبدالغفار (مڑلا، نزد بجہا بازار) کی روایت کی بنیاد پر مرتب کیا ہے، اس کی روشنی میں کچھ معلومات قلم بند کی جارہی ہے:

> مولانا نوراللہ، کرہی (نزد بستی) کے رہنے والے تھے، بچپن میں یتیم ہوگئے، ابتدائی اردو وفارسی کی تعلیم کرہی کے مدرسہ میں حاصل کی، پھر عربی پڑھنے کا شوق ہوا، مولانا سید جعفر علی نقوی کے مشورہ سے بانسی تشریف لائے جو اس وقت سلفی دعوت وتعلیم کا سب سے بڑا مرکز تھا اور وہاں مولانا محمد اسحاق محدث بانسوی رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، مگر مولانا محمد اسحق اس زمانہ میں کافی کمزور ہوچکے تھے اس لئے صرف دو تین ماہ ان سے استفادہ کرسکے، پھر مولانا عباداللہ کی خدمت میں یوسف پور تشریف لے گئے اور دو سالوں تک آپ سے کسب فیض کیا، وہاں سے دہلی پہونچے اور مدرسہ عالیہ فتح پوری میں مولانا عبدالغنی مجددی سے فنون کی کتابیں پڑھیں، پھر حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں تفسیر وحدیث کی کتابیں پڑھ کر میاں صاحب کے مدرسہ سے فراغت حاصل کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہلی سے مولانا اپنے مادر علمی یوسف پور واپس آئے اور ان کے استاد مولانا عباد اللہ رحمہ اللہ نے گاؤں والوں کے مشورہ سے انھیں مدرسہ میں اپنا معاون مدرس رکھ لیا، اس وقت مدرسہ کی مستقل عمارت نہ تھی بلکہ گاؤں ہی میں مولانا عباد اللہ مرحوم کی گھاری (گائے، بیل، بھینس وغیرہ باندھنے کا گھر) میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری تھا، بعد میں گاؤں سے باہر اس جگہ قائم ہوا جہاں اس وقت موجود ہے، مولانا کافی عرصہ تک مدرسہ میں پڑھاتے رہے اور یوسف پور کے قریب ایک گاؤں پیرا بھوج پور (جو مفتی حرم مولانا وصی اللہ محمد عباس رحفظہ اللہ کا مولد اور آبائی وطن بھی ہے) میں مستقل سکونت اختیار کر لی، مدرسہ سے علیحدگی کے بعد تاحیات تبلیغ دین میں لگے رہے، آپ کے کتب خانہ کو بھی بڑی وقعت حاصل تھی۔

آپ نہایت سیدھے سادے تھے، بڑی پاک اور اچھی زندگی گذاری، اتباع سنت کا بڑا جوش وجذبہ تھا، آپ کی تبلیغ میں بھی توحید اور اتباع سنت کا رنگ غالب تھا، بڑے بااخلاق اور ہر دل عزیز تھے۔

مولانا نور اللہ کے تلامذہ میں مولانا محمد حسین (ترکلھا، روپندیہی، نیپال) میاں علی رضا (پھلوریا) مولانا عبد الصمد (ٹھکراپور) مولانا محمد سلیمان (مہسڑ، نیپال) مولانا جان محمد (اوسان کوئیاں) مولانا سعدی (مہسڑ، نیپال) مولانا شمس الحق (مہسڑ، نیپال) قابل ذکر ہیں۔ آپ کی وفات تقریباً ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔ اولاد میں ایک کا نام مولانا عبد المجید تھا جو عالم دین ہونے کے ساتھ طبیب وحکیم بھی تھے، اور دوسرے مولانا عبد الغفار ہیں جن کا خانوادہ اب بجہا بازار کے نزدیک مڑلا نام کے ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہے۔

(ملخص از: علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۵۶، ۱۵۷)

۵۔ مولانا محمد حسین رحمہ اللہ (ترکلھا، نیپال):

مولانا محمد حسین اصلاً چترا (انڈیا) کے رہنے والے تھے، گاؤں میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ یوسف پور گئے اور مولانا نور اللہ صاحب سے علم حاصل کیا، پھر وہیں سے دہلی جا کر میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کسب فیض کیا، واپسی کے چند سالوں بعد ترکلھا (نزد لمبنی، ضلع روپندیہی، نیپال) میں سکونت اختیار کر لی اور کئی سالوں تک مدرسہ یوسف پور میں تدریسی فرائض انجام دئے، بعد میں ترکلھا کے اندر خود ایک مدرسہ قائم کر کے وہیں پڑھاتے رہے، آپ کے شاگرد مولانا عبد الرحیم رحمانی حسن پوری کے بیان کے مطابق مولانا نے بھٹ پر، ضلع سدھارتھ نگر سابق ضلع بستی کے مدرسہ میں بھی ایک سال تدریس کا فریضہ انجام دیا، اور بھٹ پرا سے جب مولانا اپنے گھر ترکلھا آگئے تو ان کے ساتھ مولانا عبد الرحیم حسن پوری اور ان کے ساتھی مولانا عبد المجید یوسف پوری بھی مولانا کے ہمراہ ان کے گھر آگئے اور چھ سات مہینہ وہاں قیام کر کے ابتدائی عربی وفارسی کی کتابیں پڑھیں۔

مولانا ایک اچھے داعی اور مبلغ تھے، علاقہ میں آپ کے تبلیغی دوروں سے اہل حدیثیت کو فروغ حاصل ہوا اور ترائی کے اس پورے خطہ میں چونکہ تنہا عالم دین تھے اس لئے انھیں مرجعیت کا مقام حاصل تھا، دعوت وتبلیغ کے لئے دور دراز مواضعات تک جاتے، اور اپنا زیادہ وقت اسی میں صرف کرتے، زبردست علمی صلاحیت تھی، شب زندہ دار بزرگ تھے، لباس سادہ ہوتا تھا، ستر برس کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(ملخص ومستفاد از: علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۳۹)

۶۔ مولانا عبد الستار بسکوہری رحمہ اللہ:

مولانا عبد الستار بسکوہری کا مولد ومسکن قصبہ بسکوہر بازار تھا، ابتدائی تعلیم بسکوہر ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مولانا اللہ بخش بسکوہری سے حاصل کی، پھر دہلی جاکر مدرسہ عالیہ فتح پوری میں داخل ہوئے اور وہاں فنون کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر وہاں زانوئے تلمذ تہہ کیا اور سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

پوری زندگی درس وتدریس میں گذاری، مولانا اللہ بخش بسکوہری کی وفات کے بعد جب بسکوہر میں تعلیم کا سلسلہ موقوف ہوگیا تو مولانا عبدالستار بسکوہری نے اسے جاری کیا، تعلیم وتدریس کے ساتھ علاقہ میں دعوت واصلاح کا کام بھی انجام دیتے رہے، آپ کی وفات بسکوہر میں ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔

۷۔ مولانا فہیم اللہ خاں رحمہ اللہ (پیکولیا مسلم):

میاں صاحب کے ایک اور گمنام تلمیذ کا نام ۱۳ر فروری ۲۰۱۷ء کی شب ۱۲ر بجے اس وقت روشنی میں آیا جب میرا یہ مقالہ تقریباً مکمل ہورہا تھا، ہوا یہ کہ فرصت ملنے پر جب واٹساپ دیکھا تو ''دبستان اردو'' گروپ میں اتفاق سے ایک نوجوان سلفی اسکالر برادر عزیز ڈاکٹر نصیر الحق سلفی کی ایک پوسٹ پر نظر پڑی' جس میں موصوف نے اہل حدیثوں کی اپنے اکابر کی خدمات سے چشم پوشی اور غفلت کا رونا روتے ہوئے برسبیل تذکرہ لکھا تھا کہ ''خود میرے گاؤں پیکولیا مسلم میں میاں صاحب کے ایک شاگرد گذرے ہیں، جن کے بارے میں شاید کسی کو خبر نہیں''، میں یہ پوسٹ پڑھ کر چونکا، اور واقعی یہ بات کہیں میری نظر سے نہ گذری تھی اور نہ ہی کسی مؤرخ اہل حدیث نے کہیں ان بزرگ کا تذکرہ کیا تھا، میں نے فوراً ڈاکٹر صاحب کو واٹساپ پر پیغام بھیجا اور عرض کیا کہ ان بزرگ کے بارے میں اگر آپ کچھ معلومات فراہم کرسکیں تو نوازش ہوگی، اس لئے کہ میاں صاحب کے تلامذہ پر میں کچھ کام کررہا ہوں، ڈاکٹر نصیر الحق سلفی نے اگلے ہی دن مجھے معلومات فراہم کردیں، ان کے شکریہ کے ساتھ مختصر حالات قلم بند کررہا ہوں۔

مولانا فہیم اللہ خاں' میاں صاحب کے ایک گمنام شاگرد گذرے ہیں، جن کا تعلق ضلع بستی میں واقع پیکولیا مسلم نامی گاؤں سے تھا، اس بستی کا قدیم نام پیکولیا چودھری تھا اس لئے کہ اس گاؤں کے باشندے اصلاً فیض آباد کے کھڑک پور کے غیر مسلم ٹھاکر تھے، جو مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ضلع بستی کی پیکولیا نامی بستی میں آباد ہوگئے، پھر بعد میں مسلمانوں کی کوشش سے اس کا نام پیکولیا مسلم ہوگیا۔ ایک اندازہ کے مطابق تقریباً ۱۸۳۸ء میں اسی گاؤں میں مولانا فہیم اللہ کی پیدائش ہوئی، پورا گاؤں شرک وبدعت میں ڈوبا تھا، ان کی ابتدائی تعلیم بھی بدعتی مدارس میں ہوئی، مگر مولانا فہیم اللہ خاں کی قسمت اس وقت جاگ گئی جب وہ ٹانڈہ کے ایک بدعتی مدرسہ سے دہلی پہونچ گئے اور میاں صاحب کے حلقۂ درس میں شریک ہونے کا انھیں موقع مل گیا، میاں صاحب کی مخلصانہ تربیت سے انھوں نے شرک وبدعات سے توبہ کی اور پکے اہل حدیث ہوگئے۔

میاں صاحب کی درسگاہ سے فراغت کے بعد وہ اپنے وطن واپس ہوئے اور وہیں سے توحید کی دعوت کا آغاز کیا، شروع میں انھیں بڑی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا، مسجد میں آنے جانے پر پابندی لگائی گئی حتی کہ انھیں مسجد میں داخل ہونے اور وہاں وعظ تبلیغ کرنے سے روکنے کے مقصد سے لٹھ باز نوجوانوں کو مسجد کے دروازے پر لگادیا گیا، جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے 70 کیلومیٹر کا سفر طے کرکے مولانا فیض آباد جاتے اور مولانا شمس فیض آبادی کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرتے، مولانا نے مکمل صبر اور بھرپور عزم کے ساتھ ان مخالفتوں کا سامنا کیا اور اپنی دعوت کا سلسلہ حکمت سے جاری رکھا، سب سے پہلے اپنے اہل خاندان اور خویش واقارب کو اپنا ہم خیال بنایا، اور بعد میں آپ کی شب وروز کی کوشش سے لوگ شرک وبدعت سے کنارہ کش ہوکر توحید اور اتباع سنت کی راہ پر لگنے لگے، کہا جاتا ہے کہ میاں صاحب کے مشہور تلمیذ مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی' مولانا فہیم اللہ خاں کے رفیق درس تھے اور ان سے دوستانہ مراسم ہمیشہ قائم رہے، چنانچہ مولانا فہیم اللہ' مولانا شمس فیض آبادی کو بغرض وعظ وارشاد اپنے گاؤں میں بکثرت بلاتے رہے، ان دونوں بزرگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مخلصانہ جدوجہد سے انیسویں صدی کے اختتام تک یہ پورا گاؤں اہل حدیث ہوگیا۔

مولانا نے اپنی دعوت کا سلسلہ علاقہ میں بھی بڑھایا، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک جگہ انھوں نے تعزیہ کا چوک اپنے شاگردوں سے کھدوا کر پھینکوا دیا، معاملہ تھانہ تک پہونچا، پولیس نے ان کے ایک ہم شکل بھائی کو فہیم اللہ سمجھ کر گرفتار بھی کرلیا، مگر کچھ لوگوں کے درمیان میں آجانے سے معاملہ رفع دفع ہوگیا، یہ بات بھی بزرگوں کی زبانی سنی گئی ہے کہ علاقہ میں ایک بڑے رئیس چودھری عبدالرزاق کے یہاں شادی کی تقریب تھی، اس میں مولانا بھی مدعو تھے اور پیکولیا تھانہ کا داروغہ بھی شریک دعوت تھا، وہیں مولانا سے اس کی بحث شروع ہوگئی جو گھنٹوں جاری رہی، داروغہ بڑا ضدی تھا لیکن آخر میں اس نے مولانا کا ہاتھ چومتے ہوئے اپنی شکست کا برملا اظہار کیا، آپ کے تلامذہ میں مولانا عبدالحئی اور حافظ عبدالحمید وغیرہ ہیں جو پیکولیا ہی کے تھے، البتہ آپ کی کاوشوں سے مولانا فرید احمد رحمانی، حکیم ظہیر الحق اور مولانا عبدالغفار رحمانی جیسے بڑے علماء پیکولیا مسلم میں پیدا ہوئے، مولانا فرید احمد رحمانی نے تو مدرسہ غزنویہ امرتسر میں بھی تعلیم حاصل کی تھی اور انھیں گجرانوالہ میں محدث عصر مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ رحمهم الله رحمة واسعة۔

یہ اضلاع بستی وگونڈہ کے وہ سات خوش نصیب حضرات تھے جنھیں حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ سے براہ راست تلمذ کا شرف حاصل ہوا اور جنھوں نے اپنی پوری زندگی تدریس ودعوت میں گذار کر اس خطہ میں توحید وسنت کی شمعیں روشن کیں اور علاقہ سے شرک وبدعات کے استیصال میں نمایاں اور اہم رول ادا کیا، اور اپنے پیچھے شاگردوں کی ایسی ٹیم چھوڑ کر کے گئے جنھوں نے دعوت کی اہم ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے نبھا کر اہل حدیثیت کے فروغ میں اپنا کردار نبھایا، اللہ ان سب کو غریق رحمت کرے اور ہم سب کی جانب سے انھیں جزائے خیر دے۔ (آمین)

اسی خطہ کے تین دیگر بزرگ علماء مولانا احمد علی، اوبری ڈیہہ، مولانا حافظ لعل محمد

بانسوی اور مولانا عظیم اللہ نیپالی جو مولانا محمد اسحاق بانسوی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور جن کے اپنے اپنے علاقوں میں زبردست دعوتی اثرات رہے ہیں، نیز ان بزرگوں نے مختلف مقامات پر تدریس وتعلیم کے فرائض انجام دے کر نامور شاگردوں کی ایک معتد بہ تعداد تیار کی ہے، ان حضرات کے بارے میں صراحت سے کہیں میاں صاحب کا تلمیذ ہونے کا ذکر تو نہیں، تاہم ان کے زمانہ اور کام کرنے کی نوعیت دیکھتے ہوئے ”علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ“ کے فاضل مرتب مولانا بدرالزماں نیپالی نے ان حضرات کے بھی میاں صاحب کے تلامذہ ہونے کو قرین قیاس بتایا ہے، مولانا لکھتے ہیں:

> ”اندازہ ہوتا ہے کہ محمد اسحاق کے چاروں شاگرد مولانا عباداللہ یوسف پوری، مولانا احمد علی، اوبری ڈیہہ، مولانا حافظ لعل محمد بانسوی اور مولانا عظیم اللہ نیپالی (جن کا ذکر مولانا عبدالغفور بسکوہری نے بونڈیہار کی کانفرنس منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ رشعبان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲ر فروری ۱۹۲۸ء کے خطبۂ استقبالیہ میں کیا ہے) میاں نذیر حسین کے بھی شاگرد ہیں، اول الذکر تو بالتحقیق میاں صاحب کے شاگرد ہیں، قیاس چاہتا ہے اور ان حضرات کی انقلابی خدمات میاں صاحب کے تلامذہ ہونے کی غمازی کرتی ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔
>
> (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص:۱۲)

اسی بنیاد پر ان تین بزرگوں کا مختصر تذکرہ بھی یہاں ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ میاں صاحب کے تلامذہ نہ سہی تو بھی ان کے مشن کو اس علاقہ میں فروغ دینے میں ان کا رول بہت اہم ہے۔

(۱) مولانا احمد علی رحمہ اللہ (اوبری ڈیہہ):

سابق ضلع گونڈہ اور موجودہ ضلع بلرام پور کے جنوبی علاقہ میں اوبری ڈیہہ نام کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بستی ہے مولانا احمد علی وہیں کے رہنے والے تھے، مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ نے ان کے تعلق سے لکھا ہے کہ:

”علاقہ کے ممتاز عالموں میں سے تھے، آپ کو توحید کا سچا عشق تھا، آپ کی ذات گرامی سے بھی علاقہ میں خوب دین داری پھیلی رحمہ اللہ“

(اہل حدیث امرتسر، مجریہ ۱۶/مارچ ۱۹۲۸ء)

مولانا ڈاکٹر بدرالزماں نیپالی ان کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

”مولانا احمد علی نے تقریبا عمر بھر مدرسہ مظہر العلوم اوسان کوئیاں میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تبلیغ ودعوت کے لئے پورے بستی وگونڈہ کے علاقوں میں گشت کرتے رہے، آپ کے بارے میں اہل اوسان کوئیاں بہت زیادہ جذباتی نظر آتے ہیں اور انھیں زبردست عالم باعمل اور بزرگ بتانے کے ساتھ تقوی و پارسائی میں ولی اللہ گردانتے ہیں، آپ کا انتقال اوسان کوئیاں میں ہوا اور اپنے گاؤں اوبری ڈیہہ میں دفنائے گئے“۔

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص: ۱۲، ۱۳)

۲۔ مولانا حافظ لعل محمد بانسوی رحمہ اللہ:

بانسی کے مشہور محدث علامہ محمد اسحاق بانسوی کے چار خاص تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”تیسرے شاگرد حافظ لعل محمد صاحب تھے، آپ شیفتۂ توحید تھے، مولانا بانسوی کے بجائے آپ نے خود دعوت وتبلیغ کیا، آپ کی بات ایسی پرتاثیر ہوتی تھی کہ بعض عالموں کو بھی غفلت سے ہوشیار کردیا کرتی تھی“۔

(اہل حدیث امرتسر، مجریہ ۱۶/مارچ ۱۹۲۸ء)

۳۔ مولانا عظیم اللہ نیپالی رحمہ اللہ:

مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ علامہ محمد اسحاق بانسوی کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”چوتھے قابل شاگرد جناب مولانا عظیم اللہ صاحب تھے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے سنت کا کمال عشق عطا کیا تھا، آپ کی سعی سے بھی قوم بہت کچھ سدھری رحمہ اللہ“۔ (اہل حدیث امرتسر، مجریہ ۱۶/۲۰۱۶ء)

مولانا عبدالغفار بن مولانا نوراللہ کے مطابق آپ مہسڑ (لمبنی، نیپال) کے باشندہ تھے، آپ نے کچھ دنوں تک علاقہ میں تعلیم وتدریس کا کام کیا اور تبلیغ دین میں ہمہ وقت کوشاں رہے۔ (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ: ص: ۱۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) میاں صاحب کے بیرونی تلامذہ جنھوں نے اس خطہ کو اپنی تعلیمی ودعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنایا

یہاں حضرت میاں صاحب کے کچھ ایسے نامور تلامذہ کا ذکر کیا جا رہا ہے جو ہندوستان کے دوسرے اضلاع اور صوبوں سے تعلق رکھتے تھے، مگر انھوں نے اس سرزمین کو دعوتی مقصد کے لئے زرخیز تصور کیا اور اسے اپنی دعوتی وتعلیمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، اور اس کے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے، اور یہ اثرات کسی بھی طرح میاں صاحب کے ان تلامذہ سے ہرگز کم نہیں جن کا تعلق اسی خطہ سے تھا اور جنھوں نے یہاں توحید کی شمع فروزاں کرنے میں اپنی پوری زندگی اور تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کی تھیں، اللہ تعالی ان بزرگوں کی خدمات کو قبول فرمائے، آمین۔

اس زمرہ میں میاں صاحب کے بعض تلامذہ تو ایسے تھے جنھوں نے اس خطہ میں کئی سالوں تک مستقل قیام کیا اور تدریس ودعوت سے یہاں کے مسلمانوں کو فیض پہونچایا، جب کہ اسی زمرہ میں میاں صاحب کے کچھ ایسے تلامذہ بھی ہیں جنھوں نے اس علاقہ میں مستقل قیام تو نہ کیا مگر یہاں وعظ وارشاد کے لئے بکثرت یا گاہے بگاہے تشریف لاتے رہے اور ان کی داعیانہ کوششوں سے خلق کثیر کو ہدایت ملی، مسلمانوں نے شرک وبدعت کے ساتھ تقلید کا قلادہ اپنی گردنوں سے اتار پھینکا اور کتاب وسنت کے منہج کو اختیار کیا۔

اس ضمن میں سب سے پہلے میاں صاحب کے ان نامور تلامذہ کا ذکر کیا جا رہا ہے جنھوں نے اس خطہ میں کئی سالوں تک قیام کر کے تدریس ودعوت اور تحقیق وتصنیف کے فرائض انجام دئے۔

(ا) علامہ محمد عبد الرحمن محدث مبارکپوری رحمہ اللہ (صاحب تحفہ) (۱۲۸۳ھ - ۱۳۵۳ھ)

علامہ أبو العلیٰ محمد عبد الرحمن محدث مبارکپوری، میاں صاحب کے ان چند نامور تلامذہ میں سے ہیں جنھوں نے مسلک سلف کی نشر واشاعت خصوصاً حدیث نبوی کی گراں قدر خدمت کے حوالہ سے ممتاز مقام حاصل کیا، اور تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي ، مقدمہ تحفة الأحوذي اور أبكار المنن في تنقيد آثار السنن، وغیرہ جیسی دسیوں گراں قدر علمی وتحقیقی تصانیف نے انھیں عالم گیر شہرت عطا کی، بالخصوص تحفۃ الاحوذی نے انھیں عبقری بنا دیا اور جامع ترمذی کی یہ گراں قدر شرح عرب وعجم میں اہل علم اور طالبان علم حدیث کے درمیان بے حد مقبول ومحبوب ہوئی۔

صاحب تحفہ علامہ محدث مبارکپوری کی سوانح حیات لکھنے سے مقالہ طویل ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لئے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کی مخلصانہ کاوشوں کے ذکر پر اکتفا کیا جا رہا ہے جن کا تعلق اس خطہ میں ان کی تدریس ودعوت اور اصلاح سے متعلق ہے۔

علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ جب درسگاہ میاں صاحب سے فراغت کے بعد اپنے وطن مبارکپور ضلع اعظم گڈھ واپس آئے تو اپنے والد محترم حافظ عبد الرحیم کے اس مدرسہ کی تجدید کی جو ایک زمانہ تک ایک مکان میں چلتا رہا تھا اور اسے ''دار التعلیم'' کے نام سے باقاعدہ تعمیر کرایا اور وہیں کچھ عرصہ تک تدریس، افتاء، دعوت وتبلیغ اور اصلاح وارشاد کا کام انجام دیتے رہے، تھوڑے ہی عرصہ میں اس مدرسہ کی شہرت دور دور تک پہونچ گئی اور قصبہ مبارکپور اور مضافات کے تشنگان علم نبویہ اس سے سیراب ہوتے رہے۔

اسی دوران علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ سابق ضلع گونڈہ کے قصبہ بلرام پور (جواب خود ضلع ہے) تشریف لائے، اس علاقہ میں مسلمانوں کی قابل لحاظ تعداد آباد تھی مگر سارے کے سارے شرک وبدعت کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، آپ نے بلرام پور پہونچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ایک مسجد (جو محلہ چکنی میں آباد ہے) کو اپنا مستقر بنایا اور ایک مدرسہ قائم کر کے تدریس ودعوت کا آغاز کیا، اس کی کچھ تفصیلات اور آپ کی دعوتی وتدریسی سرگرمیوں کے اثرات مولانا ابوالعاص وحیدی رحفظہ اللہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

''مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کو گونڈہ وبستی کی سرزمین سے بڑی انسیت تھی، چنانچہ بیسویں صدی کے بالکل اوائل میں موصوف اس سرزمین میں آئے اور اپنی تعلیمی وتدریسی اور دعوتی وتبلیغی کوششوں سے کتاب وسنت کی تعلیمات کی خوب اشاعت کی اور یہاں بڑے گہرے آثار ونقوش چھوڑے، جس کی داستان اس علاقہ کے ذرہ ذرہ سے سنائی دیتی ہے، مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ سے پہلے بلرام پور (گونڈہ) میں تشریف لائے، وہاں ایک اسلامی مدرسہ قائم کیا اور ایک مدت تک قرآن وحدیث کا درس دیتے رہے، مگر افسوس وہ (مدرسہ) بعد میں گردش دوراں کی نذر ہو گیا، اس کے بعد ۱۹۰۴ء میں اللہ نگر (مشمولہ چھتر پارہ) والوں نے مولانا کو بلایا، مولانا وہاں تشریف لائے اور ایک مدرسہ قائم کیا اور کئی سال تک طالبان علوم نبوت کو مستفید کرتے رہے، بعد میں ذمہ داران نے اس مدرسہ کا نام ''فیض العلوم'' رکھا، مدرسہ اب بھی چل رہا ہے جس میں پرائمری درجات اور ابتدائی عربی کی تعلیم ہوتی ہے''۔

''۱۹۰۷ء میں کنڈو بونڈیہار کے سربرآوردہ اور مخلص افراد نے مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کو (اپنے یہاں) بلایا، مولانا اس علاقہ میں تشریف لائے اور ان کے ساتھ وہ طلبہ بھی آ گئے جو مدرسہ اسلامیہ، اللہ نگر میں تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ وغیرہ کی کتابیں پڑھتے تھے، یہاں آنے کے بعد مولانا نے جناب منصب دار خاں کنڈو کے مکان پر تعلیم دینی شروع کی، اس کے فوراً ہی بعد کونڈو بونڈیہار کے درمیان دریائے

راپتی کے کنارے جامعہ سراج العلوم کی بنیاد ڈالی، اسی وقت سے یہ دین کی شمع روشن ہوئی اور علم کا یہ چراغ جلا''۔

''مولانا مرحوم اس جامعہ کے صرف مدرس ہی نہ تھے بلکہ مشیر ومربی اور عملاً ناظم بھی تھے، اساتذہ کے عزل ونصب، علاقہ کے دینی امور ومسائل اور دنیوی نزاعات واختلافات کے تصفیہ وحل کے مکمل ذمہ دار تھے، اور بڑی خاص بات یہ کہ علاقہ کے زمیندار حضرات اپنی شان وشوکت کے باوجود مولانا کا بڑا ادب واحترام کرتے تھے''۔

''مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ نے کنڈو بونڈیہار کے علاقہ میں تین سال کی مدت گذاری، اس دوران ضلع بستی کے مختلف مواضعات میں دعوت وتبلیغ اور وعظ وارشاد کے لئے جاتے رہے اور بستی کے متعدد اسلامی مدارس کے تعلیمی وانتظامی معاملات میں دخیل بھی رہے''۔

''اس سلسلہ کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ بستی کے کسی تبلیغی اجلاس میں جامع ترمذی کی ایک جامع شرح (لکھنے) کی تحریک ہوئی، اس اہم علمی وتحقیقی کام کے لئے لوگوں کی نظر مولانا مبارک پوری پر پڑی، چنانچہ کونڈ وبونڈیہار ہی میں قیام کے دوران مولانا نے ''تحفۃ الأحوذی'' کی تالیف کا آغاز کیا (۳) جس کی تکمیل بعد میں ہوئی، بہر حال جامعہ سراج العلوم کو یہ فخر حاصل ہے کہ حدیث نبوی کی اس عظیم خدمت کا افتتاح

(۳) مولانا عبدالرؤف ندوی رحفظہ اللہ نے اپنی تالیف ''کاروان سلف، ج:۳ ص:۲۶۵، حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''علامہ محدث مبارکپوری (بلرام پور میں) اپنے دوران قیام اسی مسجد اہل حدیث سے سلفی مشن چلاتے تھے اور بقول خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری رحمہ اللہ علامہ مبارکپوری نے جامع ترمذی کی شرح ''تحفۃ الأحوذی'' کا ایک حصہ اسی مسجد میں تحریر فرمایا ہے'' مگر یہ بات مولانا ابوالعاص وحیدی کے بیان سے میل نہیں کھاتی، اور جامع ترمذی کی شرح لکھنے کا جو پس منظر بیان کیا گیا ہے اس سے بھی اس کی نفی ہوتی ہے کہ علامہ محدث مبارکپوری کا بلرام پور میں قیام بونڈیہار اور اللہ نگر سے پہلے ہے، واللہ اعلم بالصواب، عبدالمنان سلفی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہیں ہوا‘‘۔(یادگار مجلہ،ص:۸۰،۸۱،بہ مناسبت اجلاس عام جامعہ سراج العلوم کنڈؤ بونڈیہار،منعقدہ ۳۱/اکتوبر وکیم نومبر ۱۹۸۶ء،مرتب:مولانا ابوالعاص وحیدی)

مقدمہ تحفۃ الأحوذی کے آخر میں علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور تحفۃ الأحوذی کی تالیف وتسوید وتبییض میں آپ کے معاون خاص مولانا عبدالسمیع مبارکپوری رحمہ اللہ نے علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری کی جو سوانح حیات تحریر کی ہے اس سے بھی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اضلاع بستی وگونڈہ میں محدث مبارکپوری کی بڑی قدر ومنزلت تھی اور جامعہ سراج العلوم بونڈیہار سمیت اس خطہ کے دوسرے مدارس کے انتظامی امور آپ کے مشورہ ہی سے انجام پاتے تھے اور علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کے لئے تبجیل واحترام کا جذبہ ان کی زندگی بھر اہل علاقہ کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ اپنے تمام دینی ودنیوی معاملات میں انھیں کی جانب رجوع کرتے تھے حتی کہ اپنے نزاعی واختلافی مسائل میں آپ کو حکم اور فیصل تسلیم کرکے آپ کا حکم اور فیصلہ بسروچشم قبول کرتے تھے۔

نیپال میں الحاج نعمت اللہ خاں رحمہ اللہ کے ذرریعہ قائم کئے گئے جامعہ سراج العلوم السّلفیہ،جھنڈانگر کی سرپرستی بھی علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ اپنی زندگی بھر کرتے رہے، اور وہاں کے داخلی وخارجی معاملات میں مشیر بلکہ دخیل رہے، بانیٔ جامعہ الحاج نعمت اللہ خاں علامہ مبارکپوری کے غایت درجہ عقیدت مند تھے اور انھوں نے علامہ محدث مبارکپوری کو اپنے خطہ میں ’’سردار اہل حدیث‘‘ نامزد کرکے اس علاقہ کے مسلمانوں کو ان کے ہاتھ پر بیعت کرایا تھا، خطیب الاسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ نے ’’تذکرۂ نعمت‘‘ اور ’’سرگذشت جامعہ‘‘ جلد اول میں علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اکثر مقامات پر انھیں ’’سردار جماعت‘‘ یا ’’سردار اہل حدیث‘‘ ہی لکھا ہے، مثلاً ’’تذکرۂ نعمت‘‘ میں جھنڈانگری رحمہ اللہ نے لکھا:

’’علاقہ کے سرپرست سردار جماعت مولانا عبدالرحمن صاحب

مبارکپوری (صاحب تحفۃ الاحوذی) اور بستی وگونڈہ کے تمام اعیان اہل حدیث کے نام مکتوب بھیجے کہ مدرسہ جھنڈانگر کو عشر کا چوتھائی دیا کریں‘‘۔

(تذکرۂ نعمت:ص:۲۹)

بانیٔ جامعہ سراج العلوم الحاج نعمت اللہ خاں رحمہ اللہ کے اکابر علماء اہل حدیث سے تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالرؤف رحمانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

’’لیکن ان سب مقامی اور علاقائی علماء اور بزرگان ملت کے علاوہ سردار جماعت علامہ عبدالرحمن صاحب محدث مبارکپوری‘ صاحب ’’تحفۃ الاحوذی‘‘ سے (والد) مرحوم کو بڑی ارادت وعقیدت تھی، والد صاحب نے مولانا مرحوم کے ہمراہ اکرہرا کھجوریا اور اطراف کے علاقوں میں مدرسہ کی مالی اعانت کے سلسلہ میں سفر کیا اور کبھی کبھی تلشی پور،کواپور کے حلقہ میں لکھوری،بھونی، بسنت پور، بدل پور اور رجواپور وغیرہ مقامات کے دورہ میں مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ والد صاحب کے ہمراہ بڑی الفت ومحبت کا سلوک کرتے تھے، اور برابر خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھتے تھے، ایک بار مولانا صاحب نے والد محترم کو خط لکھا کہ ’’میں چاہتا ہوں کہ آپ کا مدرسہ دیہات میں دارالحدیث رحمانیہ دہلی جیسا ہوجائے خدا سے دعا ہے کہ آپ کے مدرسہ کو عروج وفروغ عطا فرمائے‘‘۔

(تذکرۂ نعمت:ص:۱۱۵)

صاحب مرعاۃ شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے الحاج نعمت اللہ خاں رحمہ اللہ کے علامہ محدث مبارکپوری سے تعلقات عقیدت وارادت کو اپنے ایک خط میں ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

’’علماء سے محبت رکھتے تھے اور ان سے موصوف کے بڑے اچھے مراسم تھے، حضرۃ الاستاذ الاجل المبارک پوری اور حضرت مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد منیر خاں مرزاپوری کے مریدین میں سے تھے''۔

(تذکرۂ نعمت:ص:۱۲۵)

علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ تاحیات اس علاقہ کے سردار جماعت اہل حدیث اور مرشد رہے اور ان کی وفات کے بعد حاجی نعمت اللہ خاں نے مولانا محمد منیر خاں بنارسی کو سردار منتخب کیا، مولانا جھنڈانگر تشریف لائے اور جماعت اہل حدیث کے تمام اعیان و اکابر نے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کیا۔(تذکرۂ نعمت:ص:۱۱۹)

اور پھر مولانا محمد منیر خاں بنارسی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حاجی نعمت اللہ خاں نے شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کو علاقہ کے حالات لکھ کر انھیں جھنڈانگر تشریف لانے کی دعوت دی اور علاقہ کے اہل حدیث مواضعات اکرہرا، کھجوریہ، سیورا، دودھونیاں، ملگہیا، مصرولیا، جیابھاری، بجوا، بیروا وغیرہ کے ایک جم غفیر نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے آپ کو سردار جماعت تسلیم کیا۔(تذکرۂ نعمت:ص:۱۲۳)

ان تفصیلات سے بڑی حد تک اس خطہ سے علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کی شدت قربت ومحبت کا اندازہ ہوتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی دعوتی تگ ودو کا دائرہ بستی وگونڈہ کے مختلف اکناف واطراف تک پھیلا ہوا تھا۔

علامہ محدث مبارکپوری کو اس خطہ میں اپنی مخلصانہ کاوش کے حسین ثمرات خود بھی نظر آچکے تھے اور انھیں اس بات پر بھی اطمینان تھا کہ ان کی دعوتی کاوشیں نتیجہ خیز اور ثمر بار ثابت ہوچکی ہیں، چنانچہ مولانا ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ نے مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کی تقریر کے حوالہ سے ''یادگار مجلہ'' میں لکھا ہے کہ:

''گونڈہ وبستی کے حالات یہاں تک بدلے کہ علامہ تقی الدین ہلالی مراکش سے چل کر دہلی ہوتے ہوئے جب مبارکپور پہونچے اور محدث کبیر مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی شاگردی اختیار کی تو خود ان کا بیان ہے کہ استاذ محترم مبارکپوری کہا کرتے تھے کہ ''چلو تمھیں گونڈہ وبستی میں

ایسی 80 بستیاں دکھاؤں جن میں ایک شخص بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسوہ کے خلاف چلنے والا نہیں ملے گا''۔

(یادگار مجلہ،ص:۵۲و۵۳)

علامہ محدث مبارکپوری کے بلرامپور، اللہ نگر اور کنڈؤ بونڈیہار میں قیام اور تدریس کی مدت میں اس علاقہ کے طالبان علوم کے علاوہ بہار بنگال وغیرہ کے تشنگان علوم نے سیرابی حاصل کی، اس طرح آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد تو بہت ہے مگر یہاں اس مقالہ میں اس علاقہ کے چند ممتاز تلامذہ کے نام قلمبند کئے جارہے ہیں جن کا تذکرہ ''یادگار مجلہ'' کے اندر مجلہ کے مرتب مولانا ابوالعاص وحیدی نے علامہ محدث مبارکپوری کی سوانح حیات کے ضمن میں قلمبند کیا ہے، وہ نام یہ ہیں:

(۱) مولانا عبدالرحمن، بجوا (۲) مولانا نصر اللہ خاں، نوادہ، بلرام پور (۳) مولانا عابد علی، انتری بازار، سدھارتھ نگر (۴) مولانا سراج صالح، سمرا، سدھارتھ نگر، (۵) مولانا پنچ عبدالقیوم، بجوا، بلرام پور (۶) مولانا سید محمد جعفر ٹونکی بستوی (یادگار مجلہ،ص:۸۲)

۲۔علامہ عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ، صاحب سیرۃ البخاری:

(۱۲۸۲ھ۔۱۳۴۲ھ)

میاں صاحب کے بیرونی تلامذہ میں سے دوسری اہم شخصیت جس نے اپنے علمی فیوض سے بستی وگونڈہ کے اضلاع کو بہرہ ور کیا وہ صاحب ''سیرۃ البخاری'' علامہ عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ کی ذات بابرکات ہے، آپ کا بھی تعلق ضلع اعظم گڈھ کے مردم خیز قصبہ مبارکپور سے ہے، موصوف مولانا حسام الدین مئوی، حافظ عبداللہ غازی پوری، صاحب تحفہ علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری جیسے نابغۂ روزگار علماء کے تلامذہ میں سے تھے، آخر میں حضرت میاں صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا اور سند واجازۂ حدیث سے سرفراز ہوئے، موصوف نے مشہور محدث شیخ حسین عرب یمنی سے بھی اجازۂ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا، پوری زندگی بڑے بڑے مدرسوں کے اندر تعلیم وتدریس میں گذاری اور تدریس میں نام پیدا کیا، بحث وتحقیق اور تصنیف وتالیف میں بھی کمال قدرت رکھتے تھے، ان کی کتاب ''سیرۃ البخاری'' اپنے موضوع پر منفرد اور بے مثال ہے اور اہل علم نے بجا طور پر لکھا ہے کہ امام بخاری کے حالات اور علمی کارنامے پر اس سے بہتر کتاب کسی بھی زبان میں حتی کہ عربی میں بھی نہیں لکھی گئی۔

علم وفضل اور ورع وتقویٰ کی حامل اس شخصیت کا اس خطہ میں ورود مسعود یہاں خیر وبرکت کے فروغ کا سبب بنا اور ان کے فیوض وبرکات سے اہل علاقہ کے علاوہ دور دراز کے لوگ مستفید ہوئے، اضلاع بستی وگونڈہ میں ان کی تشریف آوری کا تذکرہ ان کے لائق فرزند زادے مولانا عبدالرحمن رحمانی مبارکپوری رحفظہ اللہ خلف الصدق شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''جناب مولانا عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ تقریباً ۱۹۱۷ء یا ۱۹۱۸ء میں کونڈو وبونڈیہار تشریف لائے، اور ۱۹۲۲ء (۴) تک جامعہ سراج العلوم میں منصب تعلیم وتربیت پر فائز رہے، مولانا موصوف کے آتے ہی جامعہ کا وہ تعلیمی انحطاط جو اس سے پہلے پیدا ہو چکا تھا دور ہو گیا اور دور دراز اضلاع وصوبہ جات سے طلبہ اس شمع علم وفن کے ارد گرد پروانہ وار اکٹھا ہوتے گئے، چنانچہ اس دور میں بہار وبنگال اور دوسرے مقامات کے طلبہ یہاں تعلیم حاصل کرنے لگے، تعلیمی معیار میں اضافہ ہوا اور تفسیر، حدیث فقہ وغیرہ کی بڑی بڑی کتابوں کی تعلیم ہونے لگی۔ (یادگار مجلہ: ص:۹۱)

اسی مضمون کے اندر بونڈیہار میں علامہ عبدالسلام مبارکپوری رحمہ اللہ کے ممتاز اور قابل ذکر مستفیدین میں مجاہد جماعت مولانا ممتاز علی رحمہ اللہ کرتھی ڈیہہ، حکیم مولانا محمد یاسین،

(۴) اسی ''یادگار مجلہ'' میں جو خطبۂ استقبالیہ شائع کیا گیا ہے اس میں سراج العلوم کی تاریخ کے ضمن میں مولانا عبدالسلام مبارکپوری کا ذکر بھی کیا گیا ہے، اس میں مولانا کے بونڈیہار میں تدریس کی مدت ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۳ء درج ہے، اس طرح بونڈیہار میں ان کے قیام کا زمانہ کم از کم پانچ سال ہوتا ہے۔ (عبدالمنان سلفی)

بونڈیہار، مولانا سید اقبال حسین، ریواں، شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، مولانا عبدالحمید کنڈؤ، مولانا محمد منیر، بونڈیہار، مولانا رحم اللہ ومولانا تفضّل حسین، بونڈیہار، مولانا حبیب اللہ ومولانا عبدالرحیم طیب پوری وغیرہ کا نام ذکر ہے۔ (یادگار مجلہ: ص:۹۱)

۳۔ مولانا محمد سلیمان مئوی رحمہ اللہ:

میاں صاحب کے تیسرے شاگرد رشید جنھوں نے سرزمین بستی وگونڈہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کیا وہ مولانا محمد سلیمان مئوی رحمہ اللہ تھے، مولانا مدرسہ سراج العلوم بونڈیہار میں پہلی بار تدریس کے لئے ۱۹۱۵ء میں تشریف لائے اور ۱۹۱۶ء میں واپس چلے گئے، جیسا کہ ''یادگار مجلہ'' میں جامعہ سراج العلوم کی مختصر تاریخ کے ضمن میں لکھا گیا ہے:۔

> ''مولانا شاہ محمد مبارکپوری رحمہ اللہ کے ۱۹۱۴ء میں جامعہ سے چلے جانے کے بعد مولانا سلیمان مئوی تشریف لائے اور ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۶ء تک مدرس ومربی کی حیثیت سے تعلیم وتربیت کی ذمہ داری انجام دیتے رہے''۔ (یادگار مجلہ، ص:۱۵)

مضمون میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے زمانہ تدریس میں تعلیمی معیار بلوغ المرام اور کافیہ وغیرہ تک محدود رہا اور علامہ عبدالسلام مبارکپوری کے ۱۹۱۷ء میں بونڈیہار تشریف لانے کے بعد معیار تعلیم میں اضافہ ہوا۔

مولانا محمد سلیمان مئوی ۱۹۲۴ء میں دوبارہ بونڈیہار تشریف لائے، اور ۱۹۳۰ء تک مسلسل تدریس کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی سرگرم عمل رہے۔ (یادگار مجلہ، ص:۱۶)

مولانا محمد سلیمان مئوی رحمہ اللہ کے زمانہ تدریس میں بونڈیہار کے اندر پہلا سہ روزہ عظیم الشان اجلاس عام ۲۰، ۲۱، ۲۲ رفروری ۱۹۲۸ء میں منعقد ہوا جس کی صدارت شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے فرمائی تھی، اور اس میں اس دور کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکابر علماء کرام مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی ،مولانا محمد جوناگڈھی ، مولانا عبدالتواب علی گڈھی اور مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی وغیرہ شریک ہوئے تھے،اور "یادگار مجلہ" کے مطابق ان افاضل علماء کرام کے ذریعہ تحریک اہل حدیث کی تجدید واصلاح کا جدید لائحہ عمل بنا کر دعوت وتبلیغ کا کام بڑے وسیع پیمانہ پر شروع کیا گیا۔(یادگار مجلہ،ص:۲۱)

"یادگار مجلہ" کے ایک دوسرے مضمون "تاریخ اہل حدیث بستی وگونڈہ" میں فاضل مضمون نگار مولانا ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ نے میاں صاحب کے تلامذہ کی دعوتی کاوشوں کے ثمرات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

> "اور پھر محدث کبیر علامہ عبدالرحمن مبارکپوری ،مولانا عبد السلام مبارکپوری اور مولانا محمد سلیمان مئوی، تلامذۂ سید نذیر حسین محدث دہلوی کی دعوتی وتبلیغی کوششوں اور تعلیمی وتدریسی سرگرمیوں کے نتیجہ میں اس علاقہ کی سلفیت میں جلا پیدا ہوگئی، اور یہاں سے مکمل طور پر شرک وبدعت کا جنازہ نکل گیا"۔(یادگار مجلہ،ص:۵۶)

مولانا محمد سلیمان مئوی رحمہ اللہ کے بونڈیہار میں تدریس اور اس علاقہ میں دعوت وارشاد کا مجموعی دورانیہ دونوں مراحل کو شامل کر کے سات سال ہے، جو میاں صاحب کے مذکور الصدر دونوں تلامذہ علامہ محدث مبارکپوری اور علامہ عبدالسلام مبارکپوری کی مدت قیام سے زیادہ ہے، ظاہر ہے اس سات سال کی طویل مدت میں ان سے علاقہ کے سیکڑوں علماء نے استفادہ کیا ہوگا، جن میں مولانا محمد یاسین، بونڈیہار(۱۲۹۷ھ) اور مولانا عبدالرحیم رحمانی حسن پوری وغیرہ قابل ذکر ہیں، علماء کے علاوہ عوام الناس مستفیدین کی تعداد تو بے شمار ہے۔

۴۔مولانا شاہ عین الحق پھلواری رحمہ اللہ:

میاں صاحب کے ایک چوتھے شاگرد جنھوں نے اس خطہ کو اپنی دعوتی وتدریسی

سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور یہاں تشریف لاکر توحید وسنت کی دعوت عام کرنے میں اہم کردار نبھایا وہ مولانا شاہ عین الحق پھلواروی ہیں، ان کے حالات زندگی کے تعلق سے مجھے تفصیل کے ساتھ کہیں کوئی تحریر نہ مل سکی، البتہ ان کی مبارک مساعی جمیلہ اور اس خطہ میں ان کے دعوتی اثرات کے تعلق سے مولانا ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ نے نہایت جامع انداز میں جو کچھ تحریر کیا ہے اسے ملاحظہ کر کے ان کے دعوتی اثرات اور تدریسی خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، مولانا رقم طراز ہیں:

> "ضلع بستی کا ایک مشہور قصبہ بانسی ہے جہاں مولانا شاہ عین الحق پھلواروی رحمہ اللہ تلمیذ رشید مولانا سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی تشریف لاکر دعوت وتبلیغ کے فرائض انجام دئے، لوگوں کی اصلاح کی اور ماحول سازگار کر کے انھوں نے جامع مسجد اہل حدیث کے قریب مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا، چونکہ یہ مدرسہ کرایہ کے مکان میں چل رہا تھا اس لئے کئی جگہ منتقل ہوا، ان مواقع پر مولانا عبدالرحمن آگروی بھی مدرسہ کی خدمت اور اصلاح وتبلیغ میں شریک رہے"۔(یادگار مجلہ،ص:۵۴و۵۵)

۵۔مولانا ابوالحسنات محمد دبکاوی رحمہ اللہ(۔۔۔۔م۱۹۳۱ء)

مولانا ابوالحسنات محمد دبکاوی اصلاً اس خطہ کے نہ تھے بلکہ وہ پیلی بھیت کے رہنے والے تھے، بحر دعوت میں گردش زمانہ کے تھپیڑے کھاتے کھاتے ضلع گونڈہ (حال بلرام پور) کے علاقہ تلسی پور میں ہرہٹہ نام کی نامور اہل حدیث بستی میں مستقل طور پر آباد ہو گئے، بڑے ذی علم، جری اور بے باک داعی تھے اور ان کی دعوتی کاوشوں کے اچھے نتائج ضلع بلرام پور میں برآمد ہوئے، مولانا عبدالرؤف ندوی حفظہ اللہ نے ان کی مختصر سوانح حیات قلمبند کی ہے جس کی تلخیص پیش خدمت ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ پیلی بھیت کے ایک موضع ڈبکا میں ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام امیر الدین تھا، مولانا محمد کے اساتذہ علم وفن میں مولانا محمد سعید محدث بنارسی، مولانا محمد ابراہیم آروی، مولانا ابوالحسنات عبدالحئی لکھنوی، حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی اور علامہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جیسے نابغۂ روزگار علماء ہیں، نواب صاحب سے انھوں نے سنن ابن ماجہ، جامع ترمذی اور صحیح مسلم پڑھ کر اواخر شعبان ۱۲۸۹ھ میں نواب صاحب کے دستخط سے سند حاصل کی، جب کہ حضرت میاں صاحب کے یہاں سے ۱۲۸۱ھ میں سند فراغت سے سرفراز ہو چکے تھے۔

تکمیل کے بعد کچھ عرصہ نواب صاحب کے یہاں بھوپال میں رہے اور نواب صاحب کی وفات کے بعد اپنے وطن ڈبکا ضلع پیلی بھیت آگئے اور یہاں ایک مدرسہ چشمۂ فیض قائم کیا جو ۸ ربرس تک چلتا رہا پھر باہمی اختلاف کے سبب بند ہوگیا۔

مولانا میں اتباع سنت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، وہ بڑے نیک، خداترس، شب زندہ دار، مہمان نواز اور اخلاق حسنہ جیسی صفات سے آراستہ تھے، دعوت وتبلیغ کا ان کا اپنا انداز تھا جس سے لوگ بے حد متاثر ہوتے، آپ مسلمانوں کو شرک وبدعات، خرافات ومنکرات اور ہندوانہ رسم ورواج سے کنارہ کشی کی نصیحت فرماتے، قبر پرستی، تعزیہ داری اور شخصیت پرستی کے سخت خلاف تھے۔

اہل بدعات نے آپ کو بہت ستایا، وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ جہاں جاتے اور آباد ہوتے' یہ موذی جماعت ان کے درپے آزار ہوجاتی، دربدری میں زندگی کا ایک حصہ گذار دیا مگر اپنے مشن سے باز نہ آئے اور بے باکی کے ساتھ کتاب وسنت اور توحید خالص کی دعوت دیتے رہے۔

بالآخر آپ مع اہل وعیال ضلع گونڈہ حال ضلع بلرام پور کے معروف اہل حدیث گاؤں 'ہرہٹہ' تشریف لائے اور یہاں مستقل آباد ہوئے۔ مولانا نے چند رسالے بھی لکھے جن میں بعض مطبوع ہیں اور بعض مخطوط، ان میں ایک کا نام ہے "تحفۃ الإخوان

بالأحادیث والقرآن"۔ (ملخص ومستفاد از: کاروان سلف اول ص: ۹۳، ۹۴)

میاں صاحب کے یہ وہ پانچ نامور اور ممتاز تلامذہ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کا ایک خاص حصہ اس خطہ کے اندر تدریس ودعوت کا فریضہ انجام دینے میں صرف کیا، ان کے علاوہ میاں صاحب کے کئی قابل قدر اور یگانہ روزگار بعض دیگر تلامذہ کا اضلاع بستی وگونڈہ میں بغرض دعوت وارشاد بکثرت یا گاہے بگاہے آنا جانا رہا ہے، انھوں نے اس علاقہ میں گوکہ مستقل قیام نہ کیا مگر یہاں کے اپنے تبلیغی واصلاحی دوروں میں انھوں نے وقت صرف کیا ہے، اور سابق بستی وگونڈہ اور موجودہ سدھارتھ نگر وبلرام پور وغیرہ کے مختلف خطوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کیا ہے اور اپنی تقریروں اور وعظ وارشاد کے گہرے اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، میاں صاحب کے ان نامور تلامذہ میں چند نام یہ ہیں:

(۱) مناظر اسلام شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

(۲) مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ۔

(۳) مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ

(۴) مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی رحمہ اللہ

(۵) مولانا محمد سعید محدث بنارسی رحمہ اللہ

(۶) مولانا محمد جونا گڈھی رحمہ اللہ

(۷) مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی رحمہ اللہ

(۸) مولانا عبدالتواب علی گڈھی رحمہ اللہ

(۹) مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی رحمہ اللہ

ان نفوس قدسیہ میں سے شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی، مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی، رحمہم اللہ کی اس خطہ میں آمد بکثرت اور بار بار ہوئی ہے، مجھے ان بزرگوں کے اس خطہ میں جن جن مقامات پر آنے کا کہیں ذکر مل سکا ہے' ذیل میں اسے قلم بند کررہا ہوں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (۱۸۶۸ء۔۱۹۴۸ء)

قصبہ بانسی:- قصبہ بانسی ایک وقت میں جماعت اہل حدیث کا مرکز تھا، مولانا محمد اسحاق بانسوی اور مولانا شاہ عین الحق پھلواروی تلمیذ میاں صاحب کی دعوتی کاوشوں سے وہاں سلفیت کو بڑا فروغ حاصل ہوا، اس خطہ کے دعوتی جلسوں میں علامہ امرتسری کی تشریف آوری ہوتی رہی چنانچہ ۱۹۲۴ء سے قبل یہاں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں مولانا امرتسری اور مولانا محمد جونا گڈھی وغیرہ کی شرکت ہوئی تھی، اس سلسلہ میں موضع ''تلانگ'' علاقہ ڈومریا گنج کے ایک بزرگ میاں عباد اللہ رحمہ اللہ جو مولانا سید جعفر علی نقوی کے فیض یافتگان میں سے تھے ان کے تذکرہ کے ضمن میں مولانا ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی نے لکھا ہے کہ:

> ''بانسی کانفرنس کے خاتمہ پر مولانا امرتسری اور مولانا محمد صاحب جونا گڈھی وغیرہ آپ کے گاؤں آپ سے ملاقات کی غرض سے گئے تھے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس وقت نہایت ضعیفی کی حالت میں رہے ہوں گے، ورنہ ان بزرگ ہستیوں کی آمد پر علاقہ کی اہم مناظرانہ کانفرنس سے غیر حاضری آپ جیسے بزرگ سرفروش اسلام سے بعید چیز تھی، اور چونکہ اس کانفرنس کے منتظم مولانا عبدالوہاب بانسوی تھے جن کا انتقال ۱۹۲۴ء میں ہوا ہے اس لئے آپ کی نقاہت کا یہ دور لازماً ۱۹۲۴ء سے پہلے کا ہوگا''۔ (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۵۸)

بڑھنی بازار:- نیپال سرحد سے متصل قصبہ بڑھنی بازار میں ۱۹۲۷ء کو ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کے روح رواں جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈا نگر کے بانی الحاج نعمت اللہ خاں رحمہ اللہ تھے، حاجی صاحب پہلے حنفی المسلک تھے، مگر علاقہ کے اہل حدیث علماء کی صحبت کے سبب وہ اہل حدیث جلسوں میں جایا کرتے تھے اور علماء کی

تقریریں توجہ سے سنتے تھے، اسی قسم کا ایک بڑا جلسہ چھپرا (بہار) میں ہوا، جس میں علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، علامہ محمد عبد الرحمن محدث مبارکپوری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی، مولانا عبدالوہاب صدری، مولانا عبدالوہاب نابینا جیسی جلیل القدر ہستیاں شریک ہوئیں، حاجی صاحب نے اس جلسہ میں شرکت کی اور مذکورہ علماء کی تقاریر بالخصوص علامہ امرتسری کے بیان سے متاثر ہوکر اہل حدیث ہوگئے۔ (تذکرۂ نعمت، ص:۳۶و۳۷)

بڑھنی کے اس عظیم الشان جلسہ میں محدث کبیر علامہ محمد عبدالرحمن مبارکپوری، شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد جونا گڈھی، مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی، مولانا عبد التواب غزنوی جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں کی شرکت ہوئی تھی، خطیب الاسلام علامہ عبدالرؤف رحمانی جھنڈا نگری رحمہ اللہ نے ''تذکرۂ نعمت'' میں ان بزرگوں کی تشریف آوری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''اس جلسہ کے روح رواں اور بانی مبانی ہمارے والد بزرگوار ہی تھے، یہ جلسہ بڑھنی میں ریلوے اسٹیشن سے قریب مغربی جانب ڈاک بنگلہ پر ہوا تھا، صبح ہی صبح مولانا امرتسری کے چائے پینے سے قبل ناشتہ خود ہی لے کر جاتے تھے''۔ (تذکرۂ نعمت، ص:۹۲)

کونڈو بونڈیہار:- جامعہ سراج العلوم بونڈیہار کے زیر اہتمام ۲۷، ۲۸، ۲۹/ شعبان ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۰، ۲۱، ۲۲/ فروری ۱۹۲۸ء کی تاریخوں میں ایک سہ روزہ عظیم الشان کانفرنس علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی، جس کی مفصل روئیداد بہ شمول خطبۂ استقبالیہ مولانا عبدالغفور بسکوہری رحمہ اللہ کے قلم سے علامہ امرتسری کے اخبار اہل حدیث امرتسر کے ۱۶/ مارچ ۱۹۲۸ء کے شمارہ میں شائع ہوئی تھی، علامہ بسکوہری نے رپورٹ میں لکھا تھا کہ:

> ''الحمد للہ جلسہ ہذا خوب شاندار ہوا تقریباً پانچ ہزار آدمیوں کا اجتماع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا، بہت سے احناف گذشتہ خیالات سے الگ ہوکر توحید وسنت کے قائل
وحامل بنے، ہندو بھی مسلمان ہوئے‘‘

اس کانفرنس کے شرکاء میں صدر کانفرنس علامہ امرتسری رحمہ اللہ کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا محمد جونا گڈھی، مولانا عبدالتواب علی گڈھی، اور مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ (یادگار مجلہ، ص:۲۱)

اسی کانفرنس کے موقعہ پر بونڈیہار سے متصل گاؤں مہوا کے دیوبندی حضرات نے بھی ایک جلسہ کیا تھا جس میں اس وقت کے معروف حنفی عالم مولانا عبدالشکور فاروقی بہ طور خاص لکھنؤ سے تشریف لائے تھے، دیوبندیوں کے مقامی علماء اس موقعہ سے مناظرہ کے بھی خواہش مند تھے، مولانا عبدالشکور فاروقی کو پتہ تھا کہ اہل حدیث علماء میں مناظر الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری بھی تشریف فرما ہیں اس لئے انھوں نے یہ کہہ کر مناظرہ کی مخالفت کی کہ یہی مولانا ثناء اللہ تنہا مسلمانوں کی جانب سے غیر مسلموں کے حملوں کا دفاع کررہے ہیں، ان کو مناظرہ کا چیلنج دے کر ان کی ناراضگی مول لینا مناسب نہیں، کل جب کسی طرف سے اسلام پر حملہ ہوگا تو بھلا ہم کس منہ سے انھیں یاد کریں گے۔

اس موقعہ پر کانفرنس کا جو اشتہار شائع ہوا تھا اس میں صرف علامہ ثناء اللہ امرتسری کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کیا گیا تھا اور اس میں مناظرہ کا بھی بہ طور خاص ذکر ہوا تھا ' جسے غالباً حنفیوں کے تنازل اختیار کرنے کے سبب قلم زد کردیا گیا تھا۔

تلسی پور:- تلسی پور سابق ضلع گونڈہ اور موجودہ ضلع بلرام پور کا ایک معروف قصبہ ہے، اس خطہ میں جماعتی سرگرمیوں کا یہ مرکز رہا ہے، ۱۹۶۸ء میں یہاں صوبائی سطح کی ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی تھی، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نوگڈھ منعقدہ ۱۹۶۱ء کے بعد علاقہ کی یہ نہایت اہم کانفرنس تھی جس کے دوررس اثرات ونتائج برآمد ہوئے، اسی تلسی پور کی سرزمین پر علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی کم از کم دوبار تشریف آوری کا ذکر مجھے بعض تذکروں میں دستیاب ہوا ہے۔ ڈاکٹر مولانا نور اللہ اثری اپنے والد مولانا

حکیم محمد سلیمان کے حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

’’غالباً ۱۹۳۵ء کی بات ہے جب حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب
امرتسری رحمۃ اللہ علیہ تلسی پور میں تشریف لائے‘‘۔

(کاروان سلف، جلد اول، ص:۳۴۴)

قصبہ تلسی پور میں دوسری بار علامہ امرتسری کی تشریف آوری کا تذکرہ مولانا عبدالرؤف ندوی نے یوں کیا ہے:

’’۱۹۴۶ء میں محلہ پوروہ تلسی پور میں سہ روزہ اہل حدیث کانفرنس
مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوئی جو ہر لحاظ سے
کامیاب رہی اور جماعت میں کافی بیداری آئی، شرک وبدعت وخرافات
ومنکرات کا استیصال ہوا‘‘۔ (کاروان سلف جلد اول، ص:۱۷، حاشیہ)

مذکورہ مقامات کے علاوہ گونڈہ علاقہ کے اطراف، یوسف پور اور ششہنیاں وغیرہ میں بھی علامہ امرتسری رحمہ اللہ کی تشریف آوری متحقق ہے، مگر مجھے ان مقامات میں آپ کے آنے کی تاریخ نہ مل سکی، تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ حضرت العلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی تشریف آوری اس خطہ میں بکثرت اور باربار ہوئی ہے، جیسا کہ مولانا ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے:۔

’’مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی تو بارہا
اس علاقہ میں اصلاح وتبلیغ کے لئے تشریف لایا کرتے تھے‘‘۔

(یادگار مجلہ، ص:۵۵)

۲۔ مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی رحمہ اللہ (۱۸۹۰ء-۱۹۴۹ء)

میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نامور شاگرد اور علامہ محمد سعید محدث بنارسی کے خلف الصدق مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی رحمہ اللہ کی بھی اس علاقہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف آوری بکثرت ہوئی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، اسی طرح علامہ امرتسری کے اس علاقہ میں جن جن مقامات پر تشریف لانے کا ذکر ہوا ہے اکثر جگہوں پر مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی رحمہ اللہ کی بھی آمد ہوئی ہے، مثلاً جلسہ بڑھنی منعقدہ ۱۹۲۷ء اور کانفرنس کونڈ وبونڈیہار منعقدہ ۱۹۲۸ء وغیرہ میں۔

۳۔ مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی رحمہ اللہ (۱۳۰۰ھ-۱۳۵۷ھ)

میاں صاحب کے تیسرے شاگرد جن کا ورود مسعود اس خطہ میں بکثرت ہوا ہے، وہ مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی ہیں، یہ گوناں گوں اوصاف وکمالات کے حامل داعی تھے اور بیک وقت مقرر، مصنف، صحافی، مناظر اور شاعر سب کچھ تھے، انھوں نے ''اہل الذکر'' نام سے ایک ماہنامہ کی اشاعت بھی کئی سالوں تک کی تھی۔

مولانا شمس فیض آبادی ۱۹۱۸ء میں بڑھنی بغرض مناظرہ تشریف لائے جس کی پوری تفصیل خود مولانا نے اپنے رسالہ ''اہل الذکر'' فیض آباد اشاعت مئی ۱۹۱۸ء میں شائع کی ہے، مولانا نے اس مناظرہ کی روئیداد کی تمہید میں لکھا کہ:

> ''ضلع بستی میں افراد جماعت اہل حدیث کی ایک معقول تعداد ہے اور بحمد اللہ اچھی خاصی حالت میں ہے''

پھر مولانا نے بریلوی مولوی کے چیلنج مناظرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مناظرہ گاہ کی منظر کشی کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

> ''اسٹیشن بڑھنی کے سامنے وسیع میدان تماشائیوں سے بھرا نظر آتا ہے، دیہات سے لوگ جوق در جوق چلے آرہے ہیں، مذہبی پہلوانوں کا دنگل ہے، آج ہی ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ تاریخ کا مناظرہ طے ہے، ایک طرف مولوی ادریس صاحب ومولوی محمد یوسف صاحب الہ آبادی نظر آتے ہیں، تو دوسری جانب محمد جعفر صاحب ومولوی عبدالرزاق صاحب ودیگر گاؤں کے دکھائی دیتے ہیں''

پھر مولانا نے اہل حدیثوں کی جانب سے خود اپنے کو مناظر منتخب کئے جانے اور فریق مخالف کی خواہش کے علی الرغم ایک حنفی ہی کو ثالث مقرر کرنے کا ذکر فرمایا، شرائط مناظرہ طے کرنے میں ہی میں بریلوی مناظر حواس باختہ ہوگیا اور مولانا کے اعتراضات کے سامنے وہ لاجواب ہوگیا، حنفی ثالث نے مولانا کو مخاطب کرکے کہا آپ ان کو معاف فرمایئے، یہ بحث کے قابل نہیں، پھر حنفی مناظر محمد ادریس ایسا بھاگا کہ وہ صرف ایک ہی جوتا پہن سکا، پھر اسی میدان مناظرہ پر اہل حدیثوں کا جلسہ ہوا اور مولانا شمس فیض آبادی نے مسلک اہل حدیث کی حقانیت پر بصیرت افروز تقریر کی۔

(اہل الذکر، مئی ۱۹۱۸ء فیض آباد، بحوالہ کاروان سلف، جلد ۳/ ۱۶۶۔۱۶۷)

اسی طرح ۱۹۲۸ء میں بونڈیہار جلسہ میں بھی آپ کی شرکت کا ذکر ہے، نیز ۱۹۳۸ء میں مولانا شکر اللہ رحمہ اللہ نے اپنے گاؤں سمرہن کلاں میں جب اپنے قائم کئے گئے مدرسہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر اجلاس منعقد کیا تو اس میں مولانا شمس فیض آبادی تشریف لائے اور انھیں کے ہاتھوں مدرسہ کی بنیاد رکھی تھی اور آپ ہی نے مدرسہ کا نام ''زینت العلوم'' رکھا۔ (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۴۴)

اسی طرح جھنڈا نگر سے ۱۰ر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع بجوا نامی گاؤں جو ماہر فرائض مولانا عبدالرحمن بجواوی کا مولد ومسکن اور مدفن ہے، وہاں بھی مولانا کی تشریف آوری متحقق ہے، مولانا شمس فیض آبادی کے علاوہ وہاں علامہ محمد سعید محدث بنارسی، علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا محمد بشیر سہسوانی تلامذۂ میاں صاحب رحمہم اللہ بھی تشریف لا چکے ہیں، جیسا کہ مولانا ابوالعاص وحیدی حفظہ اللہ نے لکھا ہے:

> ''ضلع گونڈہ میں بڑھنی وجھنڈا نگر سے چار میل کے فاصلہ پر ایک موضع بجوا ہے، جہاں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ مولانا محمد سعید بنارسی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا بشیر احمد سہسوانی رحمہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تشریف لا چکے ہیں، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری و مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی تو بارہا اس علاقہ میں اصلاح وتبلیغ کے لئے تشریف لایا کرتے تھے، ان بزرگوں کی جان توڑ تبلیغی ودعوتی کوششوں کی وجہ سے اس خطہ میں خوب دینداری پھیلی اور کتاب وسنت کی تعلیمات عام ہوئیں، یہ انھیں اصحاب فضل وکمال وارباب اخلاص وتقوی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ بجوا وغیرہ کا مسلم علاقہ بدعات وخرافات سے تائب ہوکر مسلک اہل حدیث کا پابند اور کتاب وسنت کا عامل بن گیا۔ (یادگار مجلہ، ص:۵۵)

اسی طرح ۱۹۲۸ء کی کانفرنس جو بونڈیہار میں منعقد ہوئی اس میں علامہ ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا محمد جوناگڈھی اور مولانا عبدالتواب علی گڈھی کی بھی شرکت ہوئی تھی، یہ تینوں بھی میاں صاحب کے تلامذہ ہیں۔

(یادگار مجلہ، ص:۵۶)

(ج) حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے بستی وگونڈہ کے براہِ راست تلامذہ کے شاگردان:

حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے براہ راست تلامذہ کے ساتھ ان کے اس خطہ کے شاگردوں کے شاگردان کے ذریعہ بھی ان اضلاع میں کتاب وسنت کی دعوت ثمر بار ہوئی اور سلفیت کو بڑا فروغ حاصل ہوا نیز ان بزرگوں کی تعلیمی ودعوتی کاوشوں کے اثرات بہت نمایاں طور پر محسوس کئے گئے، گویا اس چمنستان حدیث کے ہر گل اور بوٹے پر میاں صاحب کی مخلصانہ تدریس وتربیت کے نقوش ثبت ہیں، یہ مقالہ ان تمام بزرگوں کے مختصر حالات ذکر کرنے کا بھی متحمل نہیں، اس لئے یہاں صرف میاں صاحب کے ان تلامذہ کے تلامذہ کے اسماء گرامی درج کئے جارہے ہیں جن کا تعلق خطۂ بستی وگونڈہ سے تھا، آئندہ ان شاء اللہ بشرط زندگی وفرصت ان پر بھی کچھ تفصیل سے لکھا جائے گا۔

ان بزرگوں کا تذکرہ میاں صاحب کے براہ راست شاگردوں کی ترتیب کے اعتبار سے کیا جارہا ہے:

(۱) مولانا اللہ بخش بسکوہری کے تلامذہ:

☆ مولانا لیاقت حسین، مرغہوا

(تراجم علماء اہل حدیث اول، ص:۳۴۱، علماء بستی وگونڈہ، ص:۱۲۹)

☆ مولانا عبدالرزاق، سمرا (۱۸۵۷-۱۹۴۵ء)

(کاروان سلف، ج:۳، ص:۱۷۷، تراجم علماء اہل حدیث، ص:۲۱۵،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۸۶)

☆ مولانا خلیل احمد بسکوہری (۱۹۶۰ء)

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۳۰، کاروان سلف، ج:۳، ص:۲۰۱)

☆ مولانا جعفر علی، مرغہوا، اٹوا

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۹)

☆ مولانا محمد صدیق بسکوہری

☆ مولانا عبدالستار بسکوہری (علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۹۶)

☆ مولانا دیانت اللہ، سمرا (علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۳۲)

☆ مولانا مصاحب علی، اونرہوا (م ۱۹۳۰ء)

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۴۹) کاروان سلف، ص:۱۵۵)

☆ مولانا ولی اللہ، گوہنیاں

☆ مولانا عبدالرحمن بجواوی

(مجموعۂ مقالات، ج:۲، ص:۴۴، کاروان سلف، ج:اول، ص:۸۹، علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۶۷، تراجم علماء اہل حدیث، ج:اول، ص:۲۰۶)

☆ مولانا مولا بخش، اوسان کوئیاں

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۵۵)

☆ مولانا عبدالجلیل، اوسان کوئیاں (علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۶۴)

☆ مولانا شکر اللہ، اوسان کوئیاں (علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۳۸)

(۲) مولانا عباد اللہ یوسف پوری کے تلامذہ:

مولانا کی تلامذہ کی کوئی لمبی فہرست بالضبط دستیاب نہ ہوسکی، لیکن اتنا تو مسلّم ہے کہ اس دور میں مدرسہ یوسف پور میں پڑھنے والے علاقہ اور قرب وجوار کے تمام ہی علماء ان

کے شاگرد ہیں، البتہ مندرجہ ذیل دو بزرگوں کا تذکرہ مولانا عباد اللہ صاحب کے تلامذہ کے طور پر صراحت کے ساتھ مذکور ہے:۔

☆ مولانا نور اللہ، پپرا بھوج (م ۱۹۳۸ء)

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۵۶)

(مولانا نور اللہ کو میاں صاحب سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے)

☆ میاں علی رضا، پھلوریا (علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۱۹۔۱۲۰)

اسی طرح مولانا عظیم اللہ نیپالی، مولانا احمد حسین ترکلہا اور مولانا عبدالمجید یوسف پوری وغیرہ کا مولانا عباد اللہ کا شاگرد ہونا بھی قرین قیاس ہے۔

(۳) مولانا عبدالرحمن ڈوکمی (م ۱۹۵۲ء) کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالرؤف رحمانی (۱۹۱۰ء۔۱۹۹۹ء)

(کاروان سلف، ج:اول، ص:۵۸)

☆ مولانا عبدالقیوم رحمانی (۱۹۲۰ء۔۲۰۰۸ء)

(کاروان سلف، ج:اول، ص:۱۶۸)

☆ مولانا عبدالرحمن بجواوی

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۶۷ و کاروان سلف، ج:اول، ص:۸۹)

☆ مولانا سید اقبال حسین ہاشمی، ریواں

(علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۳۰، و کاروان سلف، ج:اول، ص:۱۳۹)

☆ مولانا حکیم عبید اللہ کشمیری، (م ۲۰۰۴ء)

(کاروان سلف، ج:دوم، ص:۳۰۹)

☆ مولانا حکیم مقبول احمد، جھنڈانگر (علماء اہل حدیث بستی و گونڈہ، ص:۱۵۰)

☆ مولانا محمد یوسف، سیورا، بڑھنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) مولانا محمد حسین ترکلہا کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالرحیم رحمانی حسن پوری

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۸۲)

☆ مولانا عبدالمجید یوسف پوری

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۱۴)

(مولانا عبدالمجید یوسف پوری بوقت فراغت علامہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ (م ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۲ء) کے رفیق درس تھے)۔

(۵) مولانا احمد علی اوبری ڈیہہ کے تلامذہ:

ان کے شاگردوں میں صرف ایک نام مجھے مل سکا اور وہ ہیں:

مولانا مولا بخش اوسان کوئیاں، (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۵۵)

(۶) مولانا نور اللہ پرا بھوج کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالصمد، ٹھکراپور (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۰۲)

☆ میاں علی رضا، پھلوریا (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۵۷)

☆ مولانا احمد حسین یا محمد حسین (انہیں میاں صاحب کا شاگرد بھی بتایا جاتا ہے)

☆ مولانا محمد سلیمان، مہسڑ، نیپال (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۵۷)

☆ مولانا جان محمد، اوسان کوئیاں (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۵۷)

☆ مولانا سعدی، مہسڑ، نیپال (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۵۷)

☆ مولانا شمس الحق، مہسڑ، نیپال (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص:۱۵۷)

(د) حضرت میاں صاحب کے بیرونی تلامذہ سے فیض یافتہ مقامی علماء

سب سے آخر میں اضلاع بستی وگونڈہ کے چند ایسے نامور علماء کی فہرست دی جارہی ہے جنھوں نے حضرت میاں صاحب کے ایسے تلامذہ سے کسب فیض کیا جن کا تعلق ان اضلاع سے نہ تھا بلکہ وہ دوسرے مقامات اور صوبوں سے تعلق رکھتے تھے، میاں صاحب کے ان تلامذہ میں بعض ایسے قابل فخر افاضل علماء ہیں جنھوں نے اس خطہ میں تشریف لاکر درس وتدریس کا مبارک سلسلہ جاری کیا اور اس علاقہ کے عوام وخواص کو فیض پہونچایا، ایسے کچھ بزرگوں کا تذکرہ اس سے قبل ہو چکا ہے، جب کہ کچھ تلامذہ میاں صاحب کے ایسے ہیں جنھوں نے اس خطہ میں درس وتدریس کا فریضہ تو انجام نہ دیا مگر یہاں کے تشنگان علوم نبوت کشاں کشاں ان حضرات کی خدمت میں پہنچے اور ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوکر کمال پیدا کیا اور بامراد اپنے وطن واپس آکر یہاں دعوت وتدریس کے مبارک کام میں لگے اور اسلام اور مسلمانوں کو فیض یاب فرمایا۔

سب سے پہلے میں میاں صاحب کے ایسے تلامذہ کا ذکر کررہا ہوں جنھوں نے اضلاع بستی وگونڈہ میں تدریسی فریضہ انجام دیا اور ان سے یہاں کے مندرجہ ذیل علماء نے کسب فیض کیا:

ا۔ صاحب تحفہ علامہ محمد عبدالرحمن محدث مبارکپوری کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالرحمن بجواوی

(مجموعۂ مقالات، ج:۲، ص:۴۴، تراجم علماء اہل حدیث، ج:اول، ص:۲۰۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا سید ممتاز علی، کرتھی ڈیہہ

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ،ص:۱۵۱،مجموعۂ مقالات، ج:۲،ص:۷۳)

☆ مولانا عبدالرزاق صدیقی، بیت نار(۱۹۱۶۔۲۰۰۰ء)

(کاروان سلف، دوم،ص:۲۸۵)

☆ شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی، ششہنیاں

(تراجم علماء اہل حدیث، ج:اول،ص:۲۴۲،ومجموعۂ مقالات، ج:۲،ص:۸۰)

☆ مولانا حکیم محمد یٰسین، بونڈیہار

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ،ص:۱۴۷،کاروان سلف،سوم،ص:۲۳۹)

☆ مولانا محمد یونس، بونڈیہار(۱۹۶۶ء یا ۱۹۶۷ء)

(علماء اہل حدیث،بستی وگونڈہ،ص:۱۴۸،کاروان سلف،سوم،ص:۲۱۳)

☆ مولانا لیاقت علی، مرغہوا(م ۱۹۵۳ء)

(تراجم علماء اہل حدیث اول ص:۱۴۸،علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ،ص:۱۲۹)

نوٹ: علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ کے بلرام پور، اللہ نگر اور کنڈؤ بونڈیہار میں قیام کی مدت میں مستفیدین کی تعداد ظاہر ہے بہت ہوگی، مگر بالضبط اور بہ صراحت مذکورہ علماء کے اسماء گرامی ہی مجھے مل سکے، ان تمام حضرات نے مدرسہ سراج العلوم کنڈؤ بونڈیہار میں علامہ محدث مبارکپوری سے کسب فیض کیا ہے، البتہ شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ باقاعدہ درس نہ لے کر انھوں نے علامہ محدث مبارکپوری سے اجازۂ حدیث حاصل کیا تھا۔

۲۔صاحب سیرۃ البخاری علامہ عبدالسلام مبارکپوری کے تلامذہ:

صاحب سیرۃ البخاری علامہ عبدالسلام بارکپوری نے کنڈؤ بونڈیہار میں کم وبیش پانچ برس تدریسی فریضہ انجام دیا، اس مدت میں سیکڑوں تشنگان علوم نبویہ نے ان کے علم وفضل

سے سیرابی حاصل کی، ان کے چند ممتاز تلامذہ کا ذکر کیا جارہا ہے:

☆ مولانا محمد یونس، بونڈیہار

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ،ص:۱۴۸،کاروان سلف،سوم،ص:۲۱۳، یادگار مجلہ،ص:۱۶)

☆ مولانا حکیم محمد یٰسین، بونڈیہار

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ،ص:۱۴۷،

کاروان سلف،سوم،ص:۲۳۹) و یادگار مجلہ،ص:۱۶)

☆ مولانا سید ممتاز علی، کرتھی ڈیہہ (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا سید اقبال حسین، ریواں (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا عبدالحمید، کنڈؤ (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا محمد منیر، بونڈیہار (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا رحم اللہ، بونڈیہار (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا تفضّل حسین، بونڈیہار (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا حبیب اللہ، طیب پور (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

☆ مولانا عبدالرحیم، طیب پور (یادگار مجلہ،ص:۹۱)

نوٹ: شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری نے بھی اپنے والد علامہ عبد السلام مبارکپوری کے بونڈیہار کے مدت قیام وتدریس میں ان سے کسب فیض کیا ہے۔

۳۔مولانا محمد سلیمان مئوی کے تلامذہ:

مولانا محمد سلیمان مئوی نے دو مرحلوں میں بونڈیہار میں طویل مدت تک تدریسی فریضہ انجام دیا ہے اور سیکڑوں شاگرد پیدا کیے ہیں، مگر بدقسمتی سے کہیں یکجا ان کے نام نہیں ملتے، تاہم ان کے ممتاز شاگردوں میں مولانا حکیم محمد یسین، بونڈیہار (۱۸۹۶ء۔۱۹۷۲ء) (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ،ص:۱۴۷، یادگار مجلہ،ص:۱۶)، مولانا عبد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرحیم رحمانی حسن پوری اور مولانا محمد یونس، بونڈیہار کا تلمیذ ہونا قرین قیاس ہے۔

اب ذیل میں میاں صاحب کے ان بیرونی شاگردوں سے استفادہ کرنے والوں کا ذکر ہے، جنھوں نے دور دراز کا سفر کر کے میاں صاحب کے نامور شاگردان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان سے فیض یاب ہوئے، ان میں شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمہ اللہ کی شخصیت اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ اس علاقہ کے افاضل علماء جنھوں نے موصوف سے کسب فیض کیا ان کی تعداد میاں صاحب کے دیگر تلامذہ کے مستفیدین سے بہت زیادہ ہے، شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی سے استفادہ کرنے والوں کی اکثریت نے ان سے دار الحدیث رحمانیہ دہلی میں درس لیا، جہاں وہ رحمانیہ کے قیام جولائی ۱۹۲۱ء سے جنوری ۱۹۳۸ء تک شیخ الحدیث اور صدر المدرسین کی حیثیت سے طویل مدت تک خدمات انجام دیتے رہے، جب کہ بعض مستفیدین نے حضرت شیخ الحدیث سے مدرسہ زبیدیہ دہلی میں استفادہ کیا جہاں موصوف نے دار الحدیث رحمانیہ سے علیحدہ ہو کر اپنا مسند درس بچھایا تھا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: مجموعۂ مقالات، جلد ۳، ص: ۳۶۹۔)

۴۔ شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی کے تلامذہ:

☆ مولانا عبد الرحیم رحمانی حسن پوری (۱۹۰۱ء۔ ۱۹۸۰ء)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۸۴، چمنستان حدیث)

☆ مولانا محمد زماں رحمانی (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۷۸ء)

(تراجم علماء اہل حدیث، ص: ۱۱۰، کاروان سلف، ج: اول، ص: ۱۳۲،
علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، چمنستان حدیث)

☆ مولانا حکیم عبد الحق رحمانی (۱۹۰۳ء۔ ۱۹۹۳ء)

(کاروان سلف، ج: اول، ص: ۳۲۷)

☆ شیخ الحدیث مولانا عبد السلام بستوی (۱۹۰۹ء۔ ۱۹۷۴ء)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۹۸، کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۱۰۶
مجموعۂ مقالات، جلد ۲، ص: ۸۰، تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول، ص: ۲۴۲)

☆ خطیب الاسلام علامہ عبد الرؤف رحمانی جھنڈا نگری (۱۹۱۰۔ ۱۹۹۹ء)

(تراجم علماء اہل حدیث جلد اول ص: ۲۰۱، کاروان سلف، ص: ۲۰۲،
خطیب الاسلام نمبر ماہنامہ ''السراج'')

☆ مولانا محمد حسن رحمانی، اونرہوا (۱۹۱۰ء۔ ۱۹۷۷ء)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۳۸)

☆ مولانا حکیم محمد اسحٰق رحمانی، چیونٹیہوا (۱۹۱۵ء۔ ۱۹۸۸ء)

(تراجم علماء اہل حدیث، ج: اول، ص: ۴۹، کاروان سلف، ج: اول، ص: ۲۰۲)

☆ مولانا عبد الجلیل رحمانی، ششہنیاں (۱۹۱۸ء۔ ۱۹۸۶ء)

(تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول، ص: ۱۷۶، کاروان سلف، ص: ۱۲۲،
علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۶۵)

☆ مولانا محمد اقبال رحمانی، بونڈیہار (۱۹۱۹ء۔ ۱۹۸۲ء)

(تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول، ص: ۵۶، کاروان سلف جلد اول، ص: ۱۹۳)

☆ مولانا عبد القیوم رحمانی، دودھونیاں (۱۹۲۰ء۔ ۲۰۰۸ء)

(تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول، ص: ۲۶۵، علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۱۰، مجموعۂ مقالات، جلد ۲، ص: ۳۹۲)

☆ مولانا عبد الشکور رحمانی، بسکوہر (۱۹۱۹ء۔ ۱۹۹۸ء)

(کاروان سلف، جلد ۳، ص: ۳۱۳)

☆ مولانا محمد خلیل رحمانی، ٹکریا (۱۹۲۰ء۔ ۲۰۰۸ء)

(کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۳۴۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا محمد صدیق رحمانی (م ۱۹۸۳ء) (کاروان سلف، جلد ۳، ص: ۲۶۷)

☆ مولانا ابوالعرفان محمد عمر گونڈوی (۱۹۲۰ء۔ ۲۰۱۰ء)

(کاروان سلف، جلد اول، ص: ۲۰۰)

☆ مولانا عبدالجبار رحمانی، پاٹیشری نگر (کواپور، بلرام پور) (۱۹۲۰ء۔ ۱۹۹۰ء)

(کاروان سلف، جلد اول، ص: ۳۵۱)

☆ مولانا عبدالرحمن رحمانی بسکوہری، تھارو بھوج پور (۱۹۲۰ء۔ ۲۰۰۴ء)

(کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۳۱۵)

۵۔ مولانا ابوالقاسم محمد سیف بنارسی (۱۹۴۹ء) کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالمبین منظر سمراوی (۱۹۲۰ء۔ ۱۹۸۹ء)

(کاروان سلف، جلد ۱، ص: ۱۷۳، علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۱۱،
تراجم علماء اہل حدیث، ج ۱، ص: ۲۷۴)

☆ مولانا حکیم عبیداللہ کشمیری (کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۳۱۰)

☆ مولانا عبدالشکور دور صدیقی، بیت نار (کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۲۵۱)

☆ مولانا محمد حنیف ہاتف، بیت نار (کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۱۴۵)

☆ مولانا عبدالسلام طیب پوری (م ۲۰۱۱ء) (کاروان سلف، جلد ۱، ص: ۳۱۵)

☆ مولانا عبداللہ سعیدی، ہرہٹہ (ذاتی معلومات، ماشاءاللہ حیات ہیں)

۶۔ مولانا حفیظ اللہ بندوی اعظمی (۱۸۵۶ء۔ ۱۹۴۳ء) کے تلامذہ:

☆ مولانا سید ممتاز علی، کرتھی ڈیہہ

(مجموعۂ مقالات، جلد ۲ ص: ۷۳، تراجم علماء اہل حدیث، ص: ۳۶۵،
علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۵۱)

☆ مولانا سید عابد علی، انتری بازار

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۵۶، خطبۂ استقبالیہ، مولانا عبدالوہاب حجازی، ص: ۱۲)

۷۔ مولانا محمد منیر خاں بنارسی (۱۸۷۳ء۔ ۱۹۴۵ء) کے تلامذہ:

☆ خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری

(خطیب الاسلام نمبر، ماہنامہ ''السراج'')

☆ مولانا عبدالمبین منظر، سمرا

(تراجم علماء اہل حدیث، ص: ۲۷۴، مجموعۂ مقالات، جلد ۲، ص: ۳۴۲،
علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۱۱)

☆ حکیم جمیل احمد، مرغہوا

(کاروان سلف، جلد ۲، ص: ۱۱۶، مجموعہ مقالات جلد: ۲، ص: ۱۱۳)

☆ حکیم مقبول احمد، جھنڈانگر (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۵۰)

۸۔ مولانا محمد سعید محدث بنارسی (۱۲۷۰ھ۔ ۱۳۲۲ھ) (۱۸۵۳۔ ۱۹۰۴ء) کے تلامذہ:

☆ مولانا دیانت اللہ، سمرا (تراجم علماء اہل حدیث بنارس، ص: ۳۷۶)

☆ مولانا لیاقت حسین، مرغہوا (م ۱۹۵۳ء)

(تراجم علماء اہل حدیث، ج: اول، ص: ۱۴۱ ۳ علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۲۹)

۹۔ مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی (م ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۶۱ء) کے تلامذہ:

☆ مولانا ابوالعرفان محمد عمر گونڈوی (۱۹۲۰ء۔ ۲۰۱۰ء)

(کاروان سلف، جلد اول، ص: ۲۰۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا محمد عمر سیکھر پور، بلرام پور (ولادت: ۱۹۱۰ء)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۴۶، کاروان سلف، جلد: ۲، ص: ۲۶۴)

۱۰۔ مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی (۱۸۶۴۔ ۱۹۳۲ء) کے تلامذہ:

☆ مولانا عبدالعظیم، اکرہرا (م ۱۹۷۷ء)

مولانا عبدالعظیم موصوف مولانا محمد جوناگڈھی کے رفیق درس تھے۔

(تراجم علماء اہل حدیث، ج: اول، ص: ۲۶۰، کاروان سلف، ج: ۲، ص: ۱۲۰،
علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۰۳)

مولانا عبدالجلیل سامرودی نے اپنے استاذ مولانا عبدالوہاب صدری کی سوانح حیات پر ایک مختصر رسالہ قلمبند فرمایا ہے، اس میں مولانا عبدالوہاب صدری کے تلامذہ کی فہرست میں مولانا عبدالعظیم بستوی کا نام اکیسویں نمبر پر ہے۔ (سوانح حیات، ص: ۱۶)

☆ مولانا عبدالصمد ٹھکراپوری (۱۸۸۰ء۔ ۱۹۴۰ء)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۰۲)

☆ مولانا لیاقت حسین، مرغہوا

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۲۹، تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول، ص: ۳۴۱)

۱۱۔ مولانا محمد بشیر سہسوانی کے تلامذہ:

☆ مولانا لیاقت حسین، مرغہوا

☆ مولانا دیانت اللہ، سمرا (بھوپال میں فیض یاب ہوئے)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۳۳)

☆ مولانا عبدالصمد ٹھکراپوری (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۰۲)

☆ مولانا ابوعبدالرب شکر اللہ گونڈوی، سمرہن

(تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول، ص: ۱۳۰)

۱۲۔ استاذ الاساتذہ حافظ عبداللہ غازی پوری (۱۲۶۱۔ ۱۳۳۷ھ) کے تلامذہ:

☆ حضرت حافظ عبداللہ غازی پوری کے اس خطہ کے تلامذہ میں مجھے صرف ایک خوش نصیب بزرگ کا نام ملا اور وہ ہیں ماہر فرائض مولانا عبد الرحمن بجواوی گونڈوی (۱۸۸۳ء۔ ۱۹۷۲ء)

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۶۷، تراجم علماء اہل حدیث، جلد اول)

۱۳۔ مولانا عبدالجبار غزنوی کے تلمیذ:

مذکور الصدر مولانا عبد الرحمن بجواوی کا نام مولانا عبدالجبار غزنوی کے شاگردوں میں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ مولانا عبدالوہاب نابینا دہلوی کے تلمیذ:

ان کے تلامذہ میں مولانا عبدالصمد ٹھکراپوری کا نام ذکر کیا گیا ہے

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۰۲)

۱۵۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (۱۲۴۷۔ ۱۳۳۰ھ) کے تلمیذ:

ان کے تلامذہ میں بھی مولانا عبدالصمد ٹھکراپوری کا نام شامل ہے

(علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۱۰۲)

۱۶۔ مولانا عبدالغفور جیراج پوری کے تلمیذ:

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی کو مولانا عبدالغفور جیراج پوری سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ (علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ، ص: ۹۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ مولانا احمد بن ملا حسام الدین مئوی کے تلمیذ:

مولانا شکر اللہ فیضی ٹکریاوی (۱۹۲۱ء۔۲۰۰۵ء)

موصوف کا اسم گرامی مولانا احمد بن ملا حسام الدین کے تلامذہ میں ذکر ہوا ہے

(کاروان سلف، جلد: ۲، ص: ۳۲۴)

یہ ایک مختصر اور سرسری تذکرہ تھا میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے براہ راست یا بالواسطہ تلامذہ کا جن کے دوررس اثرات سرزمین خطہ بستی وگونڈہ پر نہایت خوشگوار انداز میں مرتب ہوئے، اللہ تعالی ان تمام نفوس قدسیہ کی مغفرت فرمائے اور ان سب کی تمام ترعلمی، دینی اور دعوتی کاوشوں کو میاں صاحب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

"سبحانك اللهم و بحمدك أشهد أن لا اله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك"

(صحيح سنن ترمذی، الدعوات، باب ما يقول إذا قام من مجلسه، رقم: ۳۴۳۳)

وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

خادم ملت وجماعت
عبدالمنان عبدالحنان سلفی
جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈانگر، نیپال

ضمیمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ حیات

شیخ الکل میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ

(۱۸۰۵ء ـــ ۱۹۰۲ء)

نام ونسب:

شیخ الکل فی الکل میاں سید محمد نذیر حسین دہلوی بن جواد علی بن عظمت اللہ بن اللہ بخش بن محمد الحسینی الحسنی، آپ کا سلسلہ نسب چونتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور پینتیسویں پشت میں بواسطہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر ملتا ہے، آپ دادھیال اور ننھیال دونوں طرف سے نقوی حسینی ہیں۔

مولد ومسکن:

شیخ الکل میاں صاحب رحمہ اللہ ۱۲۲۰ھ مطابق ۱۸۰۵ء میں ہندوستان کے معروف صوبہ بہار کے ضلع سورج گڑھ کے قصبہ مونگیر میں واقع موضع ''بلتھوا'' میں پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر:

آپ کا سلسلۂ نسب بہت عالی اور قابل احترام ہے اور علم وفضل میں ممتاز اور دنیوی لحاظ سے قابل قدر، چھٹے مغل حکمراں اورنگ زیب کے دور میں اور اس کے بعد آپ کے خاندان کے بعض اہل علم کو سورج گڑھ اور دیگر مضافات پر عہدہ قضاء پر فائز کیا گیا تھا آپ

کے والد گرامی فارسی زبان میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

تعلیم وتربیت:

(۱) میاں صاحب کا بچپن کھیل کود، جفاکشی، محنت اور گھڑسواری وغیرہ میں گزر گیا، شروع میں پندرہ سولہ سال تک تعلیم و پڑھائی کی طرف دھیان نہ رہا۔

(۲) اسی دوران والد کی موجودگی میں آپ سے ایک برہمن نے کہا کہ ''تمہارے خاندان کے سب لوگ مولوی ہیں اور تم جاہل ہو'' میاں صاحب کو اس بات نے بڑا متاثر کیا اور اس کے بعد آپ نے سولہ سال کی عمر میں تعلیم حاصل کرنے کی ٹھان لی۔

(۳) ابتدائی اور فارسی وعربی کی تعلیم اپنے والد صاحب سے پڑھی۔

(۴) اس کے بعد ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۱ء پٹنہ عظیم آباد میں مولوی شاہ محمد حسین سے ترجمہ قرآن اور مشکوۃ وغیرہ پڑھی۔

(۵) اسی دوران پٹنہ میں گول گھر، لین کے میدان میں آپ کو شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی اور سید احمد شہید رائے بریلوی کا وعظ اور جمعہ کا خطبہ سننے کا موقع ملا۔

(۶) ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۲ء میں دہلی سفر کے دوران غازی پور میں مولوی احمد علی چریا کوٹی سے ابتدائی درسی اور عربی قواعد کی کتابیں اور الہ آباد میں دائرہ شاہ محمد اجمل میں فروکش ہو کر مولوی زین العابدین سے نحو وصرف کی مختلف کتابیں پڑھیں۔

(۷) دہلی میں حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے درس سے پہلے مولانا عبد الخالق دہلوی، مولانا اخوند شیر محمد قندھاری، مولانا جلال الدین ہروی، مولانا کرامت علی اسرائیلی اور مولانا سید محمد بخش، عرف تربیت خاں مہندس، حکیم نیاز احمد سہسوانی، مولانا عبد القادر رام پوری، ملا محمد سعید پشاوری وغیرہم سے استفادہ کیا۔

(۸) ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۸ء کو دہلی پہونچے اور چند سالوں تک دیگر اساتذۂ مذکورین سے استفادہ کے بعد ۱۲۴۶ھ میں شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے درس میں شامل ہو گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورآپ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع صغیر سیوطی، کنزالعمال علی متقی ہندی، سنن أبی داود، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ، موطا مالک اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کا درس لیا، اور شاہ صاحب نے باقاعدہ آپ کو ۱۲؍شوال ۱۲۵۸ھ؍۱۸۴۲ء میں سند حدیث عطا کی، آپ نے ۱۳؍سالوں تک شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی کے درس سے بھرپور استفادہ کیا۔

(۹) ۱۲۴۶ھ؍۱۸۳۱ء سے ۱۲۴۹ھ؍۱۸۳۴ء تک تمام علوم کی رسمی تحصیل سے فراغت حاصل ہوئی تاہم شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی سے استفادہ جاری رہا۔

بے مثال تدریسی خدمت:

(۱) ۱۲۴۹ھ؍۱۸۳۴ء میں شاہ صاحب سے استفادہ کے ساتھ مسجد اورنگ آبادی میں اپنے استاد مولانا عبدالخالق کی نگرانی میں درس وتدریس کے سلسلے سے جڑ گئے، اور جملہ علوم وفنون کی کتابیں انتہائی دلجمعی اور تحقیق وتدقیق سے پڑھاتے رہے۔

(۲) ۱۲۵۸ھ؍۱۸۴۲ء میں شاہ صاحب کے مکہ معظّمہ ہجرت کرجانے کے بعد خاندان ولی اللہی کی مسندنشینی پر آپ کو متمکن کردیا گیا، اور اس کے بعد کم وبیش 60 سال سے زائد عرصہ تک پوری دنیا میں علم وعمل کے وہ جلوے بکھیرے کہ آج دنیا اس کی مرہون منت ہے، اس درمیان ہزاروں طلباء نے آپ سے بھرپور فیض اٹھایا اور پورے عالم میں چھاگئے۔

(۳) مسند ولی اللہ کی جانشینی کے بعد ۱۲۵۹ھ سے ۱۲۷۰ھ تک آپ کا مستقل حلقہ درس مسجد اورنگ آبادی میں چلتا رہا اور تمام علوم درسیہ پڑھاتے رہے۔

(۴) ۱۲۷۰ھ میں آپ نے صرف تفسیر وحدیث اور فقہ کی کتابوں کی تدریس پر انحصار کیا۔

(۵) ۱۲۷۵ھ۔ ۱۲۷۶ھ میں جب مسجد اورنگ آبادی شہید کردی گئی تو میاں صاحب پھاٹک حبش خاں کی مسجد میں منتقل ہوگئے اور یہیں آپ کا مستقل حلقہ درس قائم ہوگیا

یہاں طلباء کے لئے رہائش گاہ بنوائے گئے اور اسی مسجد میں میاں صاحب کا سلسلہ درس آخری عمر تک جاری وساری رہا، اور اس مسجد کو ''مسجد میاں صاحب'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

(۶) ۱۲۴۹ھ سے ۱۳۲۰ھ تک مسلسل نصف صدی سے زائد کم وبیش 70 سالوں تک میاں صاحب نے تدریس وتعلیم کے ذریعہ بین الاقوامی سطح پر طلباء کی ایک فوج تیار کردی جنھوں نے کتاب وسنت اور منہج سلف کی دعوت سے پوری دنیا کو روشناس کردیا اور خدمت حدیث کی ایک تاریخ رقم کردی۔

دیگر علمی ودعوتی خدمات اور کارنامے:

(۱) (۱۲۵۸ء تا ۱۳۲۰ھ) مسند ولی اللہی کی جانشینی کا شرف اور اس مسند کا فیض کم وبیش 70 سالوں تک جاری وساری رہا، اور ہزاروں طلباء فیض یاب ہوئے۔

(۲) کتب حدیث بالخصوص کتب ستہ اور صحیحین کی تدریس اور نشر حدیث واشاعتِ سنت کے حوالے سے آپ کا یہ تدریسی عمل انتہائی باکمال اور تاریخی حیثیت کا حامل ہے، چنانچہ برصغیر کے علاوہ کئی عرب علماء نے آپ سے دہلی آکر کسب فیض کیا اور پھر اپنے علم وعمل سے اہل عرب وعجم کو فیض پہونچاتے رہے اور یہ سلسلہ درسلسلہ آج بھی جاری ہے۔

(۳) الحیاۃ بعد المماۃ کے مصنف شہیر میاں صاحب کے شاگرد رشید مولانا فضل حسین بہاری نے بطور نمونہ آپ کے پانچ سو شاگردوں کے نام تحریر کئے ہیں جو سب کے سب اپنے وقت کے صاحب فضل وکمال گزرے ہیں اور انھوں نے اپنے اپنے میدانِ عمل میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

(۴) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت جنرل نجیب خاں کی تحریک پر ۳۴ علمائے اسلام نے انگریزوں کے خلاف باضابطہ جہاد کا فتوی جاری کیا، اصل مجیب کی حیثیت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اول دستخط نور جمال کا ہے اور اس کے بعد اس بابت پہلا تائیدی دستخط حضرت میاں سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی شیخ الکل رحمہ اللہ کا ہے۔

(۵) اس فتوے کی پاداش میں ۱۸۶۴ء میں دیگر علماء کی گرفتاری کے ساتھ انگریز حکومت نے میاں صاحب کو بھی گرفتار کرلیا اور راولپنڈی جیل بھیج دیا گیا، ایک سال تک وہاں قید رکھے گئے، الزامات ثابت نہ ہونے پر آپ کو رہا کردیا گیا۔

(۶) مسیح موعود کے جھوٹے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف پہلا فتوی تکفیر جس نے جاری کیا وہ میاں صاحب ہی تھے، آپ نے اپنے شاگرد مولانا محمد حسین بٹالوی کے سوال نامہ پر تحریری جواب کے ذریعہ مرزا کو خارج اسلام قرار دیا، بعد میں بٹالوی رحمہ اللہ نے اس فتوے پر تمام ہندوستانی علماء سے دستخط کروائے اور اسے عام کردیا، جس کی وجہ سے مرزائی کیمپ میں بھونچال آ گیا۔

(۷) ۱۸۹۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی دہلی گیا اور میاں صاحب کو مناظرہ کے لئے چیلنج کیا، میاں صاحب نے اس کے چیلنج کو قبول کرلیا، نتیجہ کے طور پر مرزا قادیانی کو دہلی سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا اور وہ چھپ چھپا کر دہلی سے بھاگ کھڑا ہوا، فللہ الحمد علی ذلك۔

تصانیف:

یوں تو میاں صاحب علیہ الرحمۃ میدان تدریس میں مشغولیت اور کثرت مطالعہ اور طلباء کو کتب حدیث کی تعلیم وتدریس کی وجہ سے دوسرے کاموں کی طرف زیادہ توجہ نہ دے پاتے تھے' تاہم آپ نے جو کتابیں اپنے پیچھے علمی میراث کے طور پر چھوڑی ہیں ان کی کل تعداد ۵۷ ہے' جیسا کہ آپ کے سوانح نگار مولانا فضل حسین بہاری نے ''الحیاۃ بعد المماۃ'' میں تحریر فرمایا ہے، تاہم اس میں سب سے زیادہ مشہور ومعروف دو کتابیں ہیں۔

(۱) **معیار الحق:**۔ جو ایک حنفی عالم مولانا محمد شاہ پنجابی کی کتاب ''تنویر الحق'' کا جواب

ہے اور تقلید اور اس کے دلائل کی تردید میں لکھی گئی ہے، کم وبیش مقدمہ سمیت ۴۹۰ صفحات پر محیط ہے، اس میں میاں صاحب نے تقلید شخصی کی دھجیاں اڑادی ہیں۔

(۲) **فتاوی نذیریہ:**۔ میاں صاحب کے فتاوی کا مجموعہ ہے جسے آپ کی وفات کے بعد آپ کے دو عظیم المرتبت شاگردان حضرت مولانا شمس الحق ڈیانوی اور مولانا محمد عبدالرحمن مبارکپوری نے تیار کرکے دو جلدوں میں شائع کیا تھا، جو مفتیان کرام کے لئے اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کے علاوہ بھی میاں صاحب کی کئی مطبوعہ کتابیں اور رسالے ہیں ان میں چند اہم کے نام ملاحظہ کریں، نام ہی سے موضوع پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے: (۳) الإیمان یزید وینقص (۴) پیری مریدی (۵) سماع غناو مزامیر (۶) دیہات میں نماز جمعہ (۷) چلتی ہوئی ریل گاڑی میں نماز (۸) توثیق حدیث عبادہ بن صامت در قرأت فاتحہ خلف الامام (۹) مولانا محمد اسماعیل شہید اور سید احمد شہید علیہما الرحمہ قابل تعظیم تھے (۱۰) تحقیق حدیث جابر بن سمرہ در باب رفع الیدین وغیرہ وغیرہ۔

تعداد تلامذہ:

قطعیت کے ساتھ آپ کے تلامذہ کی تعداد معلوم نہیں لیکن میاں صاحب کے ایک شاگرد مولانا تلطف حسین اور ایک دوسرے بزرگ حافظ محمد حسین کے مطابق شاگردوں کی تعداد کم وبیش ۲۰/ہزار ہوگی اور معتقدین کی تعداد ۸۰/لاکھ تک بیان کی جاتی ہے، ویسے کھانے کے رجسٹر میں باضابطہ ۱۲/ہزار طلباء کے نام درج تھے اور بعد میں اس کا اندراج نہ کیا جاسکا۔ (دبستان حدیث، از: محمد اسحاق بھٹی: ص:۱۰۶)

حج بیت اللہ:

۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں آپ سفر حج پر گئے اور مکہ ومدینہ کی زیارت اور حج کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء میں واپس ممبئی پہونچے، دوران حج آپ کے خلاف بعض مقلدین علماء کی طرف سے ریشہ دوانیاں کی گئیں مگر اللہ نے آپ کو یہاں بھی بالآخر سرخرو فرمایا، ممبئی سے جب دہلی پہونچے تو آپ کے استقبال کے لئے اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ پلیٹ فارم ٹکٹ ختم ہوگیا، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

خطابات:

آپ کو ''شمس العلماء''، ''شیخ الکل فی الکل'' اور خاندان ولی اللہی کا خصوصی خطاب ''میاں صاحب'' تفویض ہوا جو آپ کے علم وفضل، عالمی شہرت اور مقبول خاص وعام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اولادواحفاد:

آپ کی شادی ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۳ء کے آغاز میں آپ کے استاد مولانا عبدالخالق دہلوی (متولی مسجد اورنگ آبادی) کی صاحبزادی سے ہوئی جس کے کفیل خود مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی اور آپ کے چھوٹے بھائی شاہ محمد یعقوب تھے، نکاح اکبرآبادی مسجد میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف دوہی اولاد عطا کی ان میں ایک آپ کے بیٹے مولانا سید شریف حسین ہیں جو مروجہ تعلیم میں مہارت کے ساتھ انتہائی خوش نویس اور خط نستعلیق کے ماہر تھے، امامت مسجد کے ساتھ آپ کے فتاوی کو تحریر کیا کرتے تھے، سفر حج سے واپسی کے تین سال بعد ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء میں والد سے پہلے وفات ہوگئی اللہ مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ (آمین)

دوسری اولاد آپ کی بیٹی تھی جس کی شادی میر شاہ جہاں سے ہوئی تھی، صاحب زادی کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا بدرالاسلام نامی تھا۔

میاں سید شریف حسین کے دو بیٹے تھے (۱) حافظ عبدالسلام (۲) سید نورالحسن اور اس کے علاوہ بیٹیاں بھی تھیں جن کا ذکر سوانح نگاروں نے کیا ہے۔

آپ کے دو بھائی تھے بھائیوں میں آپ سب سے بڑے تھے اور سب کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

وفات:

آخری عمر میں گھٹنوں میں تکلیف کا عارضہ لاحق ہوا، چھڑی لے کر چلتے تھے، پھر بالکل اواخر میں ضیق النفس وغیرہ کی شکایت ہوگئی، مستقل صاحب فراش ہوگئے، بے ہوشی بھی طاری ہونے لگی، بالآخر ۱۰ / رجب المرجب ۱۳۲۰ھ / مطابق ۱۳ / اکتوبر ۱۹۰۲ء کو دوشنبہ کے دن مغرب کی اذان کے بعد علم وفضل اور تدریس حدیث کا یہ بین الاقوامی آفتاب وماہتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا، انا لله وانا اليه راجعون، اللهم اغفر له وأسكنه الفردوس۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: (۱) الحیاۃ بعد المماۃ، از: فضل حسین بہاری (۲) دبستان حدیث، از: محمد اسحاق بھٹی (۳) چالیس علمائے اہل حدیث، از: عبدالرشید عراقی (۴) غایۃ المقصود شرح سنن أبي داود، از: محدث عظیم آبادی (۵) شیخ الکل کے مجددانہ کارنامے، از: شیخ صلاح الدین مقبول (۶) مجموعہ مقالات / عبدالحمید رحمانی۔

سند اجازۂ حدیث:

فن علوم حدیث میں اجازہ اور اسناد اجازہ کی بڑی اہمیت رہی ہے بالخصوص اس سلسلۂ سند کی جو ہندوستان اور برصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا سلسلہ ہے، میاں صاحب کو بھی اپنے استاد شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی اور ان کے علاوہ دیگر ۱۱ / شیوخ سے اجازہ حدیث کی سند حاصل تھی، جن میں شاہ محمد اسحاق دہلوی کے علاوہ آپ کے شیوخ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شاہ محمد اسماعیل شہید، عبدالخالق دہلوی اور دیگر کے نام خصوصی طور پر مذکور ہیں، ان سندوں کا تذکرہ آپ کے تلمیذ علامہ یوسف خان پوری نے اپنی مخطوط کتاب ''**الجوائز والصلات**'' میں ثبت فرمایا ہے، جس کا ذکر عصر حاضر کے مشہور حاصل اجازات حدیثیہ شیخ محمد زیاد التکلہ نے اپنے ایک عربی مقالہ میں کیا ہے، جونٹ پر العلامہ المحدث السّلفی محمد نذیر حسین الدہلوی (۱۲۲۰ھ۔۱۳۲۰ھ) کے عنوان سے موجود ہے۔

مشاہیر تلامذہ:

میاں صاحب کے مشاہیر تلامذہ کے تذکرہ مورخ جماعت استاذی حضرت مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کی تحریر کی روشنی میں یہاں درج کیا جانا انتہائی مناسب ہے، اس سلسلے میں رحمانی رحمہ اللہ ایک جگہ علامہ ابومحمد ابراہیم آروی ررحمہ اللہ کے تذکرے میں رقمطراز ہیں کہ:

''امام علامہ ابومحمد ابراہیم آروی (المتوفی ۱۳۱۹ھ) کی شخصیت انیسویں صدی کے نصف اخیر کی ان نادرۂ روزگار شخصیات میں سے ہے جن کے اصلاحی وتجدیدی اثرات برصغیر ہندوپاک سے متجاوز ہوکر جزیرۂ عرب تک اور ایک صدی کی مدت سے گزر کر دوسری صدی تک آپہونچے ہیں، والحمدللہ علیٰ ذلک۔

الامام المجدد والمصلح شیخ الکل میاں محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۲۲۰ھ۔۱۳۲۰ھ) کے سیکڑوں تلامذہ میں سے دو درجن سے زائد شخصیتیں توایسی عظیم ہوئی ہیں، جن میں سے ہر ایک کی حیثیت مستقل امام، مصلح اور داعی ومجتہد کی تھی، علامہ ابومحمد ابراہیم آروی، علامہ ابوسعید محمد حسین بٹالوی، علامہ محمد بشیر سہسوانی، امام عبداللہ غزنوی، استاذ الاساتذہ امام عبداللہ غازی پوری، امام المجاہدین، رئیس المناظرین علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی، علامہ شمس الحق محدث عظیم آبادی، شاہ عین الحق پھلواروی، علامہ حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی، امام

سعد بن عتیق، امام اسحق بن عبدالرحمن آل الشیخ، شیخ علی بن وادی، مولانا غلام رسول قلعہ میہان سنگھ، مولانا سید احمد حسن صاحب احسن التفاسیر، مولانا عبداللہ صاحب تحفۃ الہند، علامہ عبدالرحمن محدث مبارکپوری، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری، امام عبدالجبار غزنوی، مولانا محمد سعید محدث بنارسی، مولانا عبدالسلام محدث مبارکپوری، مولانا حفیظ اللہ اعظمی، شیخ الاسلام علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری، مولانا عبدالجبار عمرپوری، حجۃ الاسلام مولانا محمد ابراہیم میرسیالکوٹی، مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی، مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی اور میاں صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ کے حلقہ سے باہر مجدد عصر نواب صدیق حسن خاں، مولانا محمد بشیر الدین قنوجی، نواب وحیدالزماں، علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری، مولانا ابوالمکارم محمد علی رحمہم اللہ وغیرہم شخصیات اپنی جامعیت علم وعمل اور مرتبۂ اجتہاد واستنباط میں بے نظیر حیثیت کی حامل تھیں، بالخصوص نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تو اپنی عظیم الشان اصلاحی، تجدیدی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات کے لحاظ سے حضرت الامام میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بعد پچھلی صدی کی سب سے اہم شخصیت رہے ہیں''۔ (مجموعۂ مقالات: دوم ص: ۲۸۶)

اور دوسری جگہ مختلف گوشہائے حیات اور اس بابت آپ کے تلامذہ کی خدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

''اور اندرون ملک ایک گروہ نے شیخ الکل میاں صاحب رحمہ اللہ کی زیر ہدایت اور ان کے دوستوں مولانا فرحت حسین وغیرہ اور ان کے تلامذہ منشی محمد جعفر، مولانا عبد العزیز رحیم آبادی وغیرہ پر مشتمل اس تحریک جہاد کی مال ودولت اور افراد اور رنگ روٹوں، سے مدد کو اپنا فرض بنالیا اور خود میاں صاحب نے مدرسہ ولی اللہی کے جانشین اور شہیدین کی تحریک کے اپنے دور کے سب سے بڑے علمی وفکری وعملی رہنما ہونے کی حیثیت سے ایک جامع الصفات گروہ تیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لئے پہلے مسجد اورنگ آبادی جسے انگریزوں نے جہاد ۱۸۵۷ء میں شہید کردیا اوراس کے بعد گلی ہنگابیگ، پھاٹک حبش خاں کی مسجد کواپنا مرکز بنالیا اوراس مردم گرفیکٹری، سے اگر (۱) ایک طرف مولانا ابومحمد ابراہیم آروی، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا عبدالہادی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، مولانا اکرم خاں جیسے مجاہد پیدا ہوئے، جنھوں نے مولانا عبدالقادر قصوری، مولانا محمد علی قصوری، مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی، مولانا محمد بشیر جیسے لوگوں کے کندھے سے کندھا ملاکر تحریک جہاد کو منظم کیا اوراس کو مدد پہونچائی۔

(۲) تو دوسری جانب شہیدین کی تجدید واصلاح دین کی روح کوزندہ رکھنے کے لئے استاذالاساتذہ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری، مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی، مولانا عبدالجبار عمرپوری، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا غلام حسن سیالکوٹی، مولانا عبدالہادی، مولانا عبدالنور دربھنگوی جیسے ائمۂ تدریس وہدایت نکلے جنھوں نے قاضی حسین بن محسن انصاری وغیرہ کے ساتھ تدریس حدیث وسنت اورعقیدۂ سلف کی نشرواشاعت کے ذریعہ تحریک شہیدین کے اصلاحی پہلو کواجاگر کیا۔ (۳) اورتیسری جانب نواب صدیق حسن خاں، مولانا ابوالحسن سیالکوٹی، ڈپٹی سید احمد حسن دہلوی، مولانا حافظ محمد لکھنوی، مولانا محمد سعید محدث بنارسی، شمس المحدثین علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی، مولانا محی الدین لاہوری ،مولانا محمد حسین بٹالوی، علامہ قاضی سلیمان منصورپوری، نواب وحیدالزماں خاں، مولانا عبدالرحمن محدث مبارکپوری ، مولانا محمد ابراہیم میرؔ سیالکوٹی، مولانا عبدالجبار عمرپوری، مولانا عبدالسلام محدث مبارکپوری وغیرہم سیکڑوں علماء نے تصنیف وتالیف اورصحافت وانشاء کے ذریعہ اس تحریک کو پروان چڑھایا۔ (۴) اورچوتھی جانب مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی ،مولانا سلامت اللہ جے راجپوری، مولانا ابومحمد ابراہیم آروی، مولانا عبدالغفار مہدانوی وغیرہم نے دعوت

وتبلیغ کے ذریعہ اس شجراصلاح وتجدید کی آبیاری کی اور پورے ہندوستان کواپنی تگ وتاز کا نشانہ بنایا۔(۵) اور پانچویں جانب چودھری احمداللہ رحیم آبادی، حافظ حمیداللہ، ڈاکٹر سید فرید، حاجی عبدالغفار وغیرہم نے اپنی دولت وثروت اورشخصیت ووجاہت کے ذریعہ مدارس وکلیات قائم کرکے اس کازکومضبوط کیا۔(۶) اورالامام عبداللہ الغزنوی ،ان کے شاگرد مولانا غلام رسول قلعہ میہان سنگھ اورمولانا عبدالجبار غزنوی وغیرہم نے احسان وسلوک کی راہ میں تصوف کی پیداکردہ بدعتوں کودورکرکے جماعت کا مزاج روحانیت کی جانب مائل کیا۔(۷) نیز مولانا محمد حسین بٹالوی اورمولانا عبدالعزیز رحیم آبادی ،علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری، مولانا عبداللہ نومسلم صاحب تحفۃ الہند' شیخ الاسلام علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابوالقاسم سیفؔ بنارسی ، رحمہم اللہ وغیرہم نے غلط افکارونظریات' فتنہ قادیانیت' اورفتنۂ آریت'' سناتن دھرم' وشدھی سنگٹھن، اورعیسائی مشنریوں وغیرہ کا قلع قمع کرکے اسلام کی حقانیت اورتحریک شہیدین کو مستحکم بنایا ،ان کے علاوہ زندگی کے ہرگوشہ میں ان عباقرۂ وقت اور مصلحین اُمت نے اس عظیم الشان تحریک کے کازکوآگے بڑھایا''۔ (مجموعۂ مقالات، سوم، ص: ۳۳و۳۴)

یہ ایک ہلکی سی جھلک تھی شیخ الکل کی زندگی، خدمات اورتلامذہ اوران کے دعوتی اصلاحی وتجدیدی اثرات کے جوبرصغیر ہندوپاک سے متجاوز ہوکر دنیا کے ہرخطے تک پہونچے اورکتاب وسنت کی اشاعت اوراس کے استحکام کا ذریعہ بنے،

''خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را''۔

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

۲۲رنومبر ۲۰۱۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصادر ومراجع

جن سے اس کتاب کی تیاری میں مدد لی گئی

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	ناشر مع سن اشاعت
1	علماء اہل حدیث بستی وگونڈہ	بدرالزماں نیپالی	ندوۃ المحدثین، گجرانوالہ ۱۹۹۰ء
2	یادگار مجلہ	ابوالعاص وحیدی	جامعہ سراج العلوم، بونڈیہار ۱۹۸۶ء
3	کاروان سلف اول	عبدالرؤف ندوی	مجلس التحقیق الاسلامی
4	کاروان سلف دوم	عبدالرؤف ندوی	مجلس التحقیق الاسلامی ۲۰۱۴ء
5	کاروان سلف سوم	عبدالرؤف ندوی	مجلس التحقیق الاسلامی ۲۰۱۵ء
6	تراجم اہل حدیث	خالد حنیف صدیقی	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ۲۰۰۸ء
7	مجموعۂ مقالات دوم	عبدالحمید رحمانی	ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر دہلی ۲۰۱۴ء
8	مقدمہ تحفۃ الأحوذی	عبدالرحمن مبارکپوری	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰ء
9	تذکرۂ نعمت	عبدالرؤف رحمانی	جامعہ سراج العلوم، جھنڈانگر ۱۹۹۶ء
10	سرگذشت جامعہ اول	عبدالرؤف رحمانی	جامعہ سراج العلوم، جھنڈانگر ۲۰۱۳ء
11	عبدالرحمن محدث مبارکپوری	ڈاکٹر عین الحق قاسمی	۲۰۰۲ء
12	سیرۃ البخاری	عبدالسلام مبارکپوری	مکتبۃ الفہیم، مئو ۲۰۱۴ء
13	تراجم علماء اہل حدیث بنارس	محمد یونس مدنی	حافظ برادران، مالتی باغ، بنارس ۲۰۱۶ء
14	مختصر سوانح حیات	عبدالجلیل سامرودی	مکتبہ سلفی، صدر بازار دہلی
15	چمنستان حدیث	محمد اسحق بھٹی	مکتبہ قدوسیہ، لاہور ۲۰۱۵ء

یادداشت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مؤلف کی دیگر دعوتی وعلمی کاوشیں

۱۔ فتنۂ قادیانیت	(اردو/مطبوع)
۲۔ تحفۂ رمضان المبارک (رمضان المبارک کے تیس دروس)	(اردو/مطبوع)
۳۔ مختصر آداب حج وعمرہ وزیارت	(اردو/مطبوع)
۴۔ مختصر آداب حج وعمرہ وزیارت	(ہندی/مطبوع)
۵۔ مناسک حج وعمرہ وقربانی	(اردو/مطبوع)
۶۔ معلم نماز (نماز گائڈ)	(اردو/مطبوع)
۷۔ معلم نماز (نماز گائڈ)	(ہندی/زیر طبع)
۸۔ نکاح اور اس کے احکام وآداب	(اردو/غیر مطبوع)
۹۔ خطبات جمعہ (جمعہ کے ۲۰ خطبات کا مجموعہ)	(اردو/زیر ترتیب)
۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ محدث وفقیہ	(اردو/غیر مطبوع)
۱۱۔ وضع المسلمين في نيبال	(عربی/غیر مطبوع)
۱۲۔ اعضاء کی پیوندکاری	(اردو/غیر مطبوع)
۱۳۔ فضائل الصحابة رضي الله عنهم في ضوء الكتاب والسنة	(عربی/غیر مطبوع)
۱۴۔ امام خطابی۔ حیات وخدمات	(اردو/غیر مطبوع)
۱۵۔ عشرۂ ذی الحجہ اور قربانی	(اردو/مطبوع)

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ